97

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،13۔دسمبر2011

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات صنعت،کامرس اینڈانوسٹمنٹ)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

(مفادعامہ سے متعلق قراردادیں)

1. محترمہ نسیم ناصر خواجہ: اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت پنجاب میٹرک تک کے طلباء کے لئے قرآن پاک(ترجمہ وتفسیر)واحادیث مبارکہ کو تعلیمی نصاب کالازمی حصہ قرار دے تاکہ وہ قرآن وحدیث سے مکمل استفادہ کرتے ہوئے صحیح طور پر اسلامی اصولوں سے روشناس ہوسکیں۔

2. ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: اس ایوان کی رائے ہے کہ لاہور شہر میں چین کی نئی بسیں جو چند بڑے روٹس پر چلائی گئی ہیں ان سے عوام کو ریلیف ملا ہے۔دیگر روٹس پر بھی یہ بسیں جلدازجلد چلائی جائیں اور اس کا دائرہ کار بڑھا کر صوبہ کے دیگر بڑے شہروں فیصل آباد، ملتان، گوجرانوالہ، سیالکوٹ، راولپنڈی تک بڑھایا جائے۔

3. محترمہ ثمینہ خاور حیات: یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ جس طرح یوٹیلٹی سٹور آف پاکستان کے گریڈ1تا13کے کنٹریکٹ اور ڈیلی ویجز ملازمین کو مستقل کیا گیا ہے اسی طرح کنٹریکٹ اور ڈیلی ویجز ملازمین وافسران کی کارکردگی بڑھانے کے لئے یوٹیلٹی سٹور آف پاکستان کے گریڈ14تا18کے ملازمین کو بھی مستقل کردیا جائے۔

4. جناب محمد محسن خان لغاری: یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ ڈیرہ غازی خان میڈیکل کالج میں دیگر صوبوں کے طلباء وطالبات کے لئے بھی کوٹا مختص کیا جائے

تاکہ تمام صوبوں کے درمیان بھائی چارے اور قومی یکجہتی کو فروغ ملے۔

5. محترمہ زوبیہ رباب ملک: اس ایوان کی رائے ہے کہ قدیم تاریخی، علمی، ادبی اور ثقافتی اہمیت کے پیش نظر بھیرہ (ضلع سرگودھا) کو تحصیل کا درجہ دیا جائے۔

99

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا تیئسواں اجلاس

منگل،13۔دسمبر2011

(یوم الثلاثہ،17۔محرم الحرام1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11بج کر7منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر رانا مشہود احمد خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ
الْحَكِيمُ ۝١ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝٢
كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝٣ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ
الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ۝٤
وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَقَدْ
تَّعْلَمُوْنَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ ۚ فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ
اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ۚ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝٥

سورۃ الصَّف1تا5

جو چیز آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے (سب) اللہ کی تنزیہ کرتی ہے اور وہ غالب حکمت والا ہے(1) مومنو! تم ایسی باتیں کیوں کہا کرتے ہو جو کیا نہیں کرتے(2) اللہ اس بات سے سخت بیزار ہے کہ ایسی بات کہو جو کرو نہیں(3) جو لوگ اللہ کی راہ میں (ایسے طور پر) پرے جما کر لڑتے کہ گویا سیسہ پلائی دیوار ہیں وہ بے شک محبوب کردگار ہیں(4) اور وہ وقت یاد کرنے کے لائق ہے جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اے قوم! تم مجھے کیوں ایذا دیتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو کہ میں تمہارے پاس اللہ کا بھیجا ہوا آیا ہوں۔ تو

جب ان لوگوں نے کج روی کی اللہ نے بھی ان کے دل ٹیڑھے کر دیئے۔اور اللہ نافرمانوں کو ہدایت نہیں دیتا(5)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں
تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں
جو تیرے در سے یار پھرتے ہیں
در بدر یونہی خوار پھرتے ہیں
اس گلی کا گدا ہوں میں جس میں
مانگتے تاجدار پھرتے ہیں
پھول کیا دیکھوں میری آنکھوں میں
دشتِ طیبہ کے خار پھرتے ہیں
کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا
تجھ سے کتنے ہزار پھرتے ہیں

سوالات

(محکمہ جات صنعت، کامرس اینڈانویسٹمنٹ)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 35 سب کلاز۔1 کی پیروی میں تمام معزز ممبران اسمبلی کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ ملک خرم علی خان ایم پی اے پی پی۔18 نے پنجاب اسمبلی کی رکنیت سے مورخہ 9۔دسمبر 2011 کو استعفیٰ دے دیا ہے۔ میں نے ضروری تصدیق کے بعد آئین کے آرٹیکل 64 جسے آرٹیکل 127 کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے کے تحت حاصل شدہ اختیارات کو بروئے کار لاتے ہوئے ملک خرم علی خان ایم پی اے پی پی۔18 کا استعفیٰ منظور کر لیا ہے اور اسمبلی سیکرٹریٹ نے اس کا باقاعدہ نوٹیفکیشن جاری کر دیا ہے۔

اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈا پر محکمہ جات صنعت و کامرس اینڈ انویسٹمنٹ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اوران کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 3878 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔فوڈ سپورٹ سکیم کے تحت استفادہ کرنے والے افراد کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3878: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور میں فوڈ سپورٹ سکیم کے تحت کتنے افراد استفادہ کر رہے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ فوڈ سپورٹ سکیم کے پروگرام کے تحت منی آرڈرز کی تقسیم میں بے ضابطگیاں سامنے آئی ہیں، حکومت اس سلسلہ میں کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈانویسٹمنٹ(جناب محمد تجمل حسین):
(الف)لاہور میں فوڈ سپورٹ سکیم کے تحت 98430افراد استفادہ کر رہے ہیں۔
(ب)اس سلسلہ میں گزارش ہے کہ صوبے کے غریب اور نادار عوام کو مالی امداد دینے کے لئے حکومت پنجاب نے "پنجاب فوڈ سپورٹ سکیم" کا آغاز کیا ہے جس میں صوبہ پنجاب کے لاکھوں مستحق خاندانوں کو ایک ہزار روپے ماہوار کے حساب سے امداد ان کی گھر کی دہلیز پر بذریعہ منی آرڈر فراہم کی جا رہی ہے۔ پنجاب فوڈ سپورٹ سکیم کو صاف و شفاف بنانے کے لئے حکومت نے بہت سے اقدامات کئے ہیں۔ محکمہ ڈاک کا مانیٹرنگ کا کام بہت فعال ہے۔ جیسے ہی کوئی شکایت موصول ہوتی ہے فوری ایکشن لیا جاتا ہے اور ڈاک خانے کے اہلکار کے ملوث پائے جانے کی صورت میں اس کے خلاف فوری کارروائی کی جاتی ہے جو کہ نوکری سے برخاستگی، پولیس کیس وغیرہ پر مشتمل ہوتا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ غبن شدہ رقم کی بازیابی بھی عمل میں لائی جاتی ہے اور اسے متعلقہ مستحقین تک پہنچا دیا جاتا ہے۔ سکیم کے آغاز سے ہی ضلع کی سطح پر محکمہ ڈاک اور ڈی سی او آفس میں شکایات سیل قائم کئے گئے تاکہ شکایات کا ازالہ کیا جا سکے۔اسی طرح محکمہ انڈسٹریز میں بھی شکایات سیل قائم کیا گیا ہے۔اب تک ڈاکخانے کے ذریعے اکیاسی لاکھ منی آرڈر تقسیم کئے جا چکے ہیں۔ جبکہ اب تک محکمہ ڈاک کے خلاف 205 شکایات کا ازالہ کیا جا چکا ہے جن میں سے 112 شکایات کا ازالہ کیا جا چکا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔اگلا سوال نمبر 3974 جناب محمد نوید انجم کا ہے۔۔۔وہ موجود نہیں ہیں؟ ان کے behalf پر بھی کوئی موجود نہیں ہے لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اگر ان کی طرف سے کوئی behalf پر نہیں ہے تو میں ہوتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، اب میں کہہ چکا ہوں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ ہاؤس کی پراپرٹی ہے کوئی بھی اسے پیش کر سکتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نولاٹیا صاحب! میں نے انتظار کیا ہے، آپ کیوں ہر چیز کو issue بناتے ہیں؟ آپ میرے لئے بڑے محترم ہیں، تشریف رکھیں۔ اگلا سوال محترمہ زوبیہ رباب ملک کا ہے۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 5046 ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کیا اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! جی، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ بھیرہ، عمارت کی تعمیر سے متعلقہ تفصیلات

*5046: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ بھیرہ (سرگودھا) کی تعمیر کب شروع ہوئی؟

(ب) آج تک اس کی عمارت کی تعمیر پر کتنی رقم خرچ ہوئی، تفصیل فراہم کریں؟

(ج) کتنی عمارت مکمل ہو چکی ہے کتنی ابھی زیر تکمیل ہے؟

(د) اس میں کب تک کلاسز کا اجراء ہو گا؟

(ہ) اس میں منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں؟

(و) کیا ان اسامیوں پر تقرریاں ہو چکی ہیں کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین):

(الف) عمارت کی تعمیر 2005 میں شروع ہوئی۔

(ب) عمارت پر کل خرچ 41.182 ملین روپے ہے۔

(ج) تمام عمارت مکمل ہو چکی ہے۔

(د) کلاسز کا اجراء ستمبر 2010 سے ہو گا۔

(ہ) اسامیوں کی تفصیل

اسامی	سکیل	تعداد
پرنسپل	BS: 18	01
چیف انسٹرکٹر	BS: 17	02
سینئر انسٹرکٹر	BS: 16	04
جونیئر انسٹرکٹر	BS: 14	06
سٹینوگرافر	BS: 12	01

اکاؤنٹنٹ	BS: 11	01
سینئر کلرک	BS: 07	01
سٹورکیپر	BS: 07	01
جونیئر کلرک	BS: 05	2
ٹیوب ویل آپریٹر	BS: 05	01
ڈرائیور	BS: 04	01
نائب قاصد	BS: 01	02
شاپ اٹینڈنٹ	BS: 01	05
چوکیدار	BS: 01	04
مالی	BS: 01	02
خاکروب	BS: 01	02

(و) تاحال تمام اسامیاں خالی ہیں نئی بھرتی کے لئے ایک ماہ کے اندر اشتہار چھپنے والا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس سوال کی تاریخ ترسیل 19۔دسمبر2009 ہے اور جواب 27۔جنوری 2010 کو وصول ہوا ہے۔ چونکہ اس میں ایک سال کا عرصہ ہوگیا ہے اس لئے میں نے وزیر صاحب سے یہ پوچھنا ہے کہ اب اس کا current status کیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، current status بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! کالج کی بلڈنگ مکمل ہو چکی ہے، اس کی تمام اسامیاں fill ہیں اور ستمبر 2010 سے وہاں پر کلاسز شروع ہو چکی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! جی، شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(و) میں بھرتیوں کے بارے میں لکھا ہے اور ایک ماہ کے اندر اندر بھرتیاں نہیں ہوئی تو اس کی کیا وجہ ہے اگر ہو چکی ہیں تو اس کا status بتا دیں؟ اور لکھا ہے کہ تمام اسامیاں خالی ہیں۔ اس سوال کی جز(ح) میں منظور شدہ اسامیوں کی بات ہے تو انہوں نے کہا ہے کہ فی الحال تمام اسامیاں خالی ہیں۔ اگر کلاسوں کا اجراء کرنا ہے اور اس کو چلانا ہے تو ان اسامیوں کا اشتہار ہی نہیں چھپا۔ مجھے اس کا status بتا دیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، میرا خیال ہے کہ انہوں نے جو بات کی ہے اس میں وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ چونکہ جواب پرانا ہے اب کالج کی بلڈنگ بھی بن چکی ہے۔ یہ انہوں نے اس وقت capacity بتائی تھی کہ اتنی capacity ہے اب ان کے مطابق وہ capacity آچکی ہوئی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس جواب میں یہ ہے کہ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میں آپ کی بات follow کر گیا ہوں۔ آپ کے پوچھنے کا مقصد یہ تھا کہ ایک طرف وہ کہہ رہے ہیں اسامیاں خالی ہیں جبکہ پیچھے انہوں نے اس میں ایک پوری تفصیل دی ہوئی ہے تو جس وقت انہوں نے یہ تفصیل دی تھی اس وقت کالج کی بلڈنگ مکمل ہو رہی تھی، اس وقت وہ لوگ رکھے نہیں گئے تھے اور اب اشتہار دے کر وہ لوگ رکھ لئے گئے ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ظاہر ہے کہ ایک updated جواب چاہئے اور چاہے کچھ بھی تاریخ ہے۔ Updated جواب یہ تو نہیں ہو سکتا کہ تا حال تمام اسامیاں خالی ہیں نئی بھرتی کے لئے ایک ماہ کے اندر اشتہار چھپنے والا ہے تو مجھے اس کا latest updated جواب دے دیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! یہ جواب 19۔دسمبر 2009 کو موصول ہوا تھا اس کے بعد ستمبر 2010 سے کلاسیں وہاں پر شروع ہیں، تقریباً تمام اسامیاں مکمل ہیں، کالج کی بلڈنگ بھی مکمل ہے اور ایک سال سے وہاں پر regular کلاسیں پڑھائی جا رہی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اگلا سوال بھی محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کا ہے۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 5047 ہے اور جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گورنمنٹ ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ بھلوال کی عمارت کی تعمیر سے متعلقہ تفصیلات

*5047: **محترمہ زوبیہ رباب ملک**: کیا وزیر صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف)　گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ بھلوال کی عمارت کی تعمیر کب شروع ہوئی، کب تک مکمل ہو گی اس کی عمارت کتنے کمروں پر مشتمل ہو گی، کتنے کلاس روم کتنے دفاتر اور کتنے لیبارٹری رومز ہوں گے؟

(ب)　اس کی عمارت کا تخمینہ لاگت بتائیں؟

(ج)　آج تک مذکورہ عمارت کی تعمیر پر کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(د)　اس میں کلاسز کب تک شروع ہو جائیں گی؟

(ہ)　اس میں کتنی اسامیاں کس کس کیڈر کی منظور کی گئی ہیں؟

(و)　کتنی اسامیاں پُر ہیں اور کتنی خالی ہیں، خالی اسامیاں کب تک پُر کر دی جائیں گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈانویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین):

(الف)　آغاز تعمیر عمارت 2006

تکمیل متوقع 2010 (بشرط ترسیل فنڈز)

<u>تفصیل عمارت</u>

گراؤنڈ فلور

لیب	04
لائبریری	01
میٹنگ روم	01
سٹاف روم	01
پرنسپل آفس	01
مین آفس	01
P.A. آفس	01

<u>فرسٹ فلور</u>

لیب	05
کلاس روم	04
روم	01

(ب) تخمینہ لاگت 54.169 ملین روپے ہے۔

(ج) عمارت پر تاحال خرچ 54.714 ملین روپے ہے۔

(د) کلاسز کا اجراء ستمبر 2010 سے ہو گا۔

(ہ) اسامیوں کی تفصیل

اسامی	سکیل	تعداد
پرنسپل	BS: 18	01
سینئر انسٹرکٹر	BS: 17	02
انسٹرکٹر	BS: 16	05
سپرنٹنڈنٹ	BS: 16	01
جونیئر انسٹرکٹر	BS: 14	10
سٹینوگرافر	BS: 12	01
ہیڈ کلرک	BS: 14	01
اکاؤنٹنٹ	BS: 11	01
سینئر کلرک	BS: 07	01
شاپ اسسٹنٹ	BS: 06	06
ڈسپنسر	BS: 06	01
سٹورکیپر	BS: 06	01
جونیئر کلرک	BS: 05	04
ڈرائیور	BS: 04	02
نائب قاصد	BS: 01	02
شاپ اٹینڈنٹ	BS: 01	06
چوکیدار	BS: 01	04
مالی	BS: 01	02
سٹور اٹینڈنٹ	BS: 01	01
خاکروب	BS: 01	02
سیور مین	BS: 01	01

(و) تاحال تمام اسامیاں خالی ہیں۔ نئی بھرتی بعد از تکمیل عمارت ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ضمنی سوال؟

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا اس کالج میں کلاسیں شروع ہو چکی ہیں کیونکہ اس میں بھی اسی طرح ایک سال کا gap آیا ہے۔ ابھی اس کا current status کیا ہے اور طالب علموں کی class wise تعداد کتنی ہے ؟ اس میں اگر کوئی missing facilities ہیں تو

کیا وہ ابھی تک مکمل ہو چکی ہے اگر نہیں تو کب تک اس کالج کی missing facilities ٹھیک ہو جائیں گی؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! بھلوال کالج کی بلڈنگ بھی تقریباً مکمل ہو چکی ہے، ستمبر 2010 سے وہاں کلاسوں کا اجراء بھی شروع ہے اور تمام اسامیوں پر عملہ موجود ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! مجھے اس میں یہ پوچھنا ہے کہ اس میں اگر کوئی missing facilities ہیں یا ابھی کلاسوں کے حوالے سے تمام چیزیں مکمل ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، missing facilities کے حوالے سے انہوں نے پوچھا ہے کہ کوئی missing facilities رہ گئیں ہیں یا سب کچھ مکمل ہو چکا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! تمام تر چیزیں جس میں laboratories, staff اور جو بھی دیگر ضروریات تھیں وہ ساری کی ساری مکمل ہیں اور وہاں پر کسی قسم کی کوئی problem نہیں ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہاں پر اس کا تخمینہ 44 ملین روپیہ بتایا گیا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس پر ٹوٹل کتنا خرچہ ہوا ہے اور اس کا status کیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: اس کا مطلب ہے کہ جو تخمینہ لاگت ہے اس میں سے کتنا خرچ ہو گیا ہے، آپ یہ پوچھنا چاہ رہی ہیں؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! نہیں، اس سوال کے جز (ج) کا جواب دیکھیں تو اس کے جواب کے مطابق اس پر زیادہ خرچ کیا گیا ہے اور اس کا status بتائیں کہ اس پر ٹوٹل خرچ کتنا ہوا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: اس کے مطابق تو یہ ہے کہ تاحال اتنا خرچ ہو چکا ہے، آپ کے پوچھنے کا مقصد یہ ہے کہ اب تک مزید کتنا خرچ ہو چکا ہے؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! جی، بالکل ٹھیک ہے کیونکہ یہ 2010 کا جواب آیا ہوا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ کو اس کی latest position کا پتا ہے کہ اس پر تخمینہ، لاگت اور کتنا زیادہ خرچ ہو چکا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! یہ عمارت اپنے مقررہ بجٹ میں مکمل ہوئی ہے۔ اگر محترمہ کو کوئی مزید انفارمیشن چاہئے تو اس کے لئے fresh question دیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جواب پڑھا نہیں ہے کیونکہ اس پر زیادہ خرچ ہوا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں! جز (ب) کے اندر جو جواب دیا جا رہا ہے وہ یہ ہے کہ 44.169 اس کی لاگت ہے اور جواب تک تاحال خرچہ 44.714 ہے اور وہ تخمینہ سے اوپر نکل گیا ہے۔ ان کا پوچھنے کا مقصد یہ ہے کہ جو زیادہ خرچ ہوا ہے وہ کتنا زیادہ خرچ ہوا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! اس پر جو تخمینہ لگایا گیا تھا وہ 2006 میں estimate کیا گیا تھا اس کے بعد اس کو revise کر کے دوبارہ اس کو مکمل کیا گیا ہے۔ اس پر اگر محترمہ نیا سوال دیں تو میں تفصیلی بجٹ کی figures بتا سکتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے انہیں اس کی detailed figures provide کرنی ہیں کہ اس پر کتنا خرچ ہوا ہے اور یہ details محکمے سے لے کر اسی sitting session میں دینی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! میں ابھی ان کو fresh figures دے دیتا ہوں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اگر سارا کچھ آپ اور ہم نے بتانا ہے تو یہ خود کیا تیاری کر کے آتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! میرا سوال تو تخمینہ کے حوالے سے ہی تھا لیکن اس میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے کہا ہے یہ تخمینہ 2006 کا تھا تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جب 2006 میں تخمینہ لاگت ہوا تو time limit کیا تھی، یہ عمارت کتنے سال میں مکمل ہونی تھی اور یہ کتنے سال میں مکمل ہوئی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! جب 2006 میں یہ تخمینہ لگایا گیا تھا اس کے بعد اس وقت کی حکومت نے سستی اور کاہلی کی اور 2008 تک اس پر کوئی کام proper تکمیل تک نہ پہنچ سکا۔ اس وقت پنجاب کو پڑھا لکھا پنجاب کے نام پر پنجاب کے بنک کو لوٹنے والے ڈاکوؤں کا راج تھا اس لئے اس تخمینہ کو ہم نے revise کیا، وہ بلڈنگ مکمل کر کے 2010 سے وہاں پر کلاسیں شروع کر دی ہیں اور اب وہاں پر اللہ کے فضل سے کلاسیں بھی پڑھائی جارہی ہیں اور کالج بھی مکمل ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ ثمینہ صاحبہ! آپ تشریف رکھیں، میری ایک عرض سنیں کہ میں معزز پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے گزارش کروں گا کہ ذرا سوال کے جواب تک محدود رہیں اس کے ماضی میں نہ جائیں آپ کا شکریہ۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! 2006 میں ایک تخمینہ لگایا گیا تھا اور مجھ سے میری محترمہ ساتھی نے پوچھا ہے کہ اس کی time limit کیا تھی۔ 2006 میں اصولی طور پر دو سال کے اندر یہ بلڈنگ بننی تھی اور 2008 تک وہاں پر کچھ بھی نہیں ہوا تھا۔ 2008 کے بعد ہم نے 2010 تک وہ بلڈنگ بھی مکمل کی ہے اور وہاں کلاسوں کا اجراء بھی کیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب اگلا سوال وسیم قادر صاحب کا ہے سوال نمبر بولئے گا؟

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرا سوال نمبر 5534 ہے اور اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور، پی پی۔144 لوہا پگھلانے والی فیکٹریوں کی تفصیلات

*5534: جناب وسیم قادر: کیا وزیر صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) شمالی لاہور پی پی۔144 میں لوہا پگھلانے والی کتنی فرنس ہیں نیز یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) یہ فیکٹریاں حکومت کو سالانہ کتنا ٹیکس ادا کرتی ہیں، تفصیل فراہم کی جائے نیز کتنی فیکٹریاں ایسی ہیں جو ٹیکس ادا نہیں کر رہی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین):

(الف)

(1) شمالی لاہور پی پی۔144 لوہا پگھلانے والی کوئی فرنس نہ ہے البتہ وہاں 53 سٹیل ری رولنگ اور دیگر فیکٹریاں موجود ہیں، جن کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ صنعت حکومت پنجاب سے متعلقہ نہ ہے۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! میرا سوال تھا کہ شمالی لاہور پی پی۔144 میں لوہا پگھلانے والی کتنی فرنسیں ہیں اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں تو جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ لوہا پگھلانے والی کوئی فرنس نہ ہے البتہ وہاں پر 53 سٹیل ری رولنگ اور دیگر فیکٹریاں موجود ہیں۔ میں سمجھتا ہوں اور علاقے کے لوگ بھی یہی کہتے ہیں کہ یہ فرنس ہیں اب ری رولنگ اور فرنس کی definition بتا دیں تاکہ پھر بات کی جاسکے؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کو پتا ہے؟

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! مجھے تو پتا ہے لیکن ---

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کو پتا ہے تو پھر ان کو بتا دیں؟

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ میں نے تو پوچھا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں! ٹھیک ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! میں اپنے بھائی کو یہ بات clear کر دوں کہ انہوں نے یہ سوال کیا تھا کہ پی پی 144 میں کوئی فرنس موجود

ہے یا نہیں؟ تو میں اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ جو فرنس یہ سمجھ رہے ہیں وہ پی پی۔144 میں نہیں ہے بلکہ پی پی۔145 میں ہے اور ان کے حلقے میں کوئی فرنس نہیں ہے لیکن سٹیل ری رولنگ ملیں ضرور ہیں۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! فرنس تو موجود ہے لیکن انہوں نے اس کو ری رولنگ کہہ دیا ہے بہر حال۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ فرنس موجود ہے؟

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! میں اس لئے کہتا ہوں کہ میں نے وہاں پر visit کیا ہے اور دیکھا ہے کہ لوہا پگھلایا جا رہا ہے۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! میرے بھائی مجھے فرنس اور ری رولنگ میں فرق بتا دیں۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! سوال سے پہلے جواب آ گیا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، بات تو ان کی جائز ہے۔ فرنس اور ری رولنگ میں فرق کیا ہوتا ہے؟

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! وہی فرق بتا دیا جائے؟

جناب قائم مقام سپیکر: وہ آپ بتائیں کیونکہ آپ نے visit کیا ہے؟

جناب وسیم قادر: جناب والا! وہ فرق بتا دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے visit کیا ہے آپ بتا دیں۔

جناب وسیم قادر: جناب والا! فرنس میں لوہے کو پگھلایا جاتا ہے اور پھر اس کو دوسری شکل دے دی جاتی ہے۔ یہ فرما رہے ہیں کہ وہاں پر کوئی ایسی بھٹی نہیں ہے جہاں پر لوہا پگھلایا جاتا ہو۔ میں یہ ثابت کر سکتا ہوں کہ وہاں لوہے کو پگھلانے کے بعد اس سے سریا بنایا جاتا ہے اور اس کے علاوہ بہت سی دوسری چیزیں بھی بنائی جاتی ہیں۔ اگر اس کو فرنس نہیں کہتے تو پھر کیا کہتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے فرنس اور re-rolling کا فرق نہیں بتایا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین): جناب والا! وہ steel re-rolling mills ہیں جہاں پر سریا بنتا ہے ان کو فرنس نہیں کہتے فرنس وہ ہوتی ہے جہاں پر bulk مقدار میں لوہے کو پگھلایا جاتا ہے اس طرح کی فرنس حلقہ 144 میں کوئی نہیں ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب جواب کے جز (ب) میں کہا گیا ہے کہ محکمہ صنعت حکومت پنجاب سے متعلقہ نہ ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا محکمہ صنعت کو یہ نہیں چاہئے تھا کہ وہ محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن سے اس کا جواب حاصل کر کے House کو inform کرتے۔ اگر میں غلط نہیں کہہ رہی تو میرے خیال میں rules میں ایسا ہے کہ وہ متعلقہ محکمہ سے جواب لے کر اسمبلی میں پیش کرتے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! سوال یہ پوچھا گیا تھا کہ یہ صنعتیں ٹیکس کتنا ادا کرتی ہیں۔ میں یہ عرض کروں گا کہ tax collection کا کام میرے محکمے کے ذمہ نہیں ہے کیونکہ tax collection یا تو وفاقی حکومت کرتی ہے یا پھر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کا محکمہ کرتا ہے یہ سوال آپ ان سے پوچھیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: تشریف رکھیں۔ محکمے نے جو بات لکھ کر دی ہے اس طرح والا کام اب ختم کریں۔ اگر سوال کے اندر ایک بات پوچھی گئی ہے تو وہ دوسرے محکمے سے بھی پوچھ کر بتا سکتے تھے کیونکہ دوسرا محکمہ بھی حکومت پنجاب کا ہی محکمہ ہے۔ ان کو پوچھنے میں کوئی قدغن نہیں ہونی چاہئے اسمبلی میں ایک سوال آیا ہے ان کو اس کا جواب دینا چاہئے تھا یہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں تھی کہ وہ ان سے پوچھ نہیں سکتے تھے۔ آئندہ کے لئے محتاط رہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین): جناب والا! Tax collection ہمارے محکمے کے ذمہ ہی نہیں ہے تو ہم کیسے یہ ساری تفصیل محترمہ کو فراہم کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ سوال اسمبلی نے پوچھا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین) جناب والا! اسمبلی اس محکمے سے پوچھے جس کا یہ کام ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! اس کو آپ اچھی sense میں لیں۔ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ اس معزز House کی superiority برقرار رہنی چاہئے تو پھر وہ کس طرح سے رہے گی؟ محکمہ جب اس طرح سے سوالوں کے جواب بھیجے گا تو House کی superiority نہیں رہے گی۔ آپ کی بات بالکل

ٹھیک ہے اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے کہ یہ سوال اس محکمہ سے متعلقہ نہیں ہے لیکن محکمہ اگر دوسرے محکمہ سے پوچھ کرgrace showکرے اوراس سوال کا جواب اسمبلی میں دے تو بہتر ہوگا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ(جناب محمد تجمل حسین)جناب والا! آئندہ ہمارے متعلقہ جو بھی سوال پوچھے جائیں گے ہم تمام محکموں سے پوچھ کراس کا جواب دے دیا کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ

چودھری ظہیر الدین خان: جناب والا! اگر آپ اجازت فرمائیں تو میں اس کی تھوڑی سی وضاحت کر دوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ فرمائیں!

چودھری ظہیر الدین خان: جناب والا! اگر پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو دوبارہ جواب دینے میں غصہ نہ چڑھ جائے تو عرض کروں گا کہ ہم یہ بات مانتے ہیں کہ tax collection کا کام فیڈرل گورنمنٹ سے متعلق ہے۔ انہوں نے سوال میں یہ نہیں پوچھا کہ محکمہ کتنا tax collect کرتا ہے بلکہ انہوں نے یہ پوچھا ہے کہ یہ کتنا ٹیکس دیتے ہیں۔ فیکٹریاں تو ان کے پاس ہیں یہ اس پر کتنا ٹیکس دیتے ہیں انہوں نے یہ پوچھا ہے اور یہ تھوڑا سا ابہام تھا جو میں نے کہا کہ دور کر دوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کا جواب تو ان کے پاس نہیں ہوگا۔ یہ سوال ان سے متعلقہ بھی نہیں ہے لیکن میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اسمبلی سے گئے ہوئے سوال کی اتنی grace ہونی چاہئے کہ محکمہ تھوڑی سی محنت کرکے اس کا جواب دے۔ بہت شکریہ۔ محترمہ نسیم لودھی صاحبہ!

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب والا! محترمہ چونکہ ہماری پارٹی سے تعلق رکھتی ہیں اس لئے میں ان کے behalf پر سوال کروں گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ(جناب محمد تجمل حسین)جناب والا! اب وہ ان کی پارٹی میں نہیں ہیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب والا! وہ ہماری پارٹی کی ٹکٹ ہولڈر ہیں اور ہماری پارٹی کے ٹکٹ پر ہی nominate ہوئی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کل بھی یہ بات ہوئی تھی اب چونکہ فیصلہ عدالت میں ہے آپ یہ سوال on her behalf کریں لیکن اس بحث کو نہ چھیڑیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب والا! میں یہ point out نہیں کر رہی کہ وہ Unification Block میں ہیں میں تو یہ کہہ رہی ہوں کہ وہ ہمارے ٹکٹ پر nominate ہوئی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ان کا سوال on her behalf کریں میں نے تو آپ کو اجازت دی ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: On her behalf Question No. 5622. (معزز خاتون ممبر نے محترمہ نسیم لودھی صاحبہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

ضلع لاہور۔سپرٹ تیار کرنے والی فیکٹریوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5622: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع لاہور میں سپرٹ تیار کرنے والی کل کتنی فیکٹریاں ہیں نیز یہ فیکٹریاں کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) حکومت نے ایسی کتنی فیکٹریوں کے خلاف تادیبی کارروائی کی جنہوں نے سپرٹ کی تیاری کے دوران خارج ہونے والے مادے کو ضائع کرنے کے لئے مناسب بندوبست نہیں کر رکھے تھے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین):

(الف) ضلع لاہور میں سپرٹ تیار کرنے والی فیکٹریاں نہ ہیں تاہم محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن نے مختلف فیکٹریوں اور دکانوں کو سپرٹ کو پیک کرنے اور بیچنے کے لئے لائسنس جاری کئے ہوئے ہیں جن کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ صنعت کے دائرہ اختیار میں نہ ہے یہ محکمہ ماحولیات سے دریافت کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب والا! جز (ب) کے تعلق point out کرنا چاہتی ہوں کہ اس کے جواب میں لکھا ہے کہ محکمہ صنعت کے دائرہ اختیار میں نہ ہے یہ محکمہ ماحولیات سے دریافت کیا جائے۔ یہ اتنی اہم بات ہے کہ سپرٹ سے خارج ہونے والے مادہ کو کس طرح سے تلف کرتے ہیں۔ اب پونے دو سال بعد

اس کا جواب دے رہے ہیں کہ محکمہ ماحولیات اس کا جواب دے گا۔ ممبر جب کوئی سوال جمع کرواتا ہے اس کو پتا نہیں ہوتا کہ کون سا محکمہ اس کا جواب دے گا۔ اسمبلی سیکرٹریٹ کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ دیکھے کس محکمے سے متعلقہ سوال ہے اب پونے دو سال کے بعد اس سوال کی باری آئی ہے اور یہ بہت بڑی زیادتی ہے۔ میں نہیں سمجھتی کہ ہم یہ سوال دوبارہ جمع کروائیں اب تو ہماری اسمبلی کا اپنا وقت بھی پونے دو سال سے کم رہ گیا ہے۔ اس کا تو جواب بھی ہمیں نہیں مل سکے گا۔ میری یہ گزارش ہے کہ ان کوتاہیوں کو اگر دور کر دیا جائے تو یہاں کا ماحول کافی بہتر ہو جائے گا، اس کا مجھے جواب چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین) جناب سپیکر! محترمہ نے پوچھا تھا کہ سپرٹ کی وہ فیکٹریاں جن سے کیمیکل کا اخراج ہوتا ہے ان کے خلاف کیا تادیبی کاروائیاں کی گئی ہیں؟ اس کا جواب ہم نے یہ دیا ہے کہ اس طرح کے کام محکمہ ماحولیات کے ذمہ ہیں محکمہ انڈسٹری کے ذمہ اس طرح کی چیزیں نہیں آتیں۔ یہی وجہ ہے کہ میں محترمہ کو اس کا موثر جواب نہیں دے سکا۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ان کے محکمے نے اس سوال کو محکمہ ماحولیات کو refer کیوں نہیں کیا۔ Rules of Business میں یہ بات موجود ہے کہ اگر کوئی سوال کسی محکمہ میں غلط چلا جائے تو پھر وہ محکمہ اس کو دوسرے محکمہ میں refer کر دیتا ہے کہ یہ ہمارے متعلقہ نہیں ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: ایسے منہ اٹھا کر چلے آتے ہیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب والا! میں یہی پوچھ رہی ہوں کہ ایسا کیوں نہیں ہوا، آپ کے محکمہ نے محکمہ ماحولیات کو یہ سوال کیوں نہیں بھیج دیا؟ پونے دو سال کے بعد آپ نے ایک لائن لکھ دی کہ یہ ہمارا کام نہیں ہے۔ یہ تو کوئی طریقہ نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین) جناب والا! کسی دوسرے محکمہ کا سوال میرے محکمہ سے کریں گے تو اس کا جواب اسی طرح سے ہی آئے گا۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب والا! ایک تو سوال کا جواب غلط ملا ہے اوپر سے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ ماجدہ زیدی صاحبہ! آپ بات ہمیشہ Chair کو مخاطب کر کے کیا کریں۔ دوسری بات میں رانا صاحب اور دوسرے وزراء صاحبان کے لئے بھی عرض کروں گا کہ ہم کہتے ہیں کہ یہ اسمبلی supreme ہے اور جب ہم اسمبلی کو Rules of Procedure کے مطابق چلانے کی کوشش کرتے ہیں تو یہ کہتے ہیں ہمارے متعلقہ نہیں ہے حالانکہ حکومت پنجاب کا rule 37 بڑا clear ہے۔ اگر کوئی سوال misdirect ہو کر کسی اور محکمے کے پاس چلا جاتا ہے تو اس محکمے کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کا جواب دوسرے محکمے سے پوچھ کر بھیجے گا کیونکہ یہ اسمبلی supreme ہے۔ اس کے بعد بھی اگر کوئی confusion رہ گیا ہے تو چیف سیکرٹری responsible ہے۔ یہاں پر بیٹھے ہوئے افسران کو میں بتانا چاہتا ہوں کہ یہ آپ کی ذمہ داری ہے۔ آئندہ اگر کسی محکمے کا یہ جواب آیا کہ یہ محکمہ سے متعلقہ نہ ہے تو پھر یہ اپنے rules پڑھ لیں اور اسمبلی کو بے وقوف بنانے کی کوشش نہ کریں۔ اگر آئندہ ایسا ہوا تو ہم اس کے خلاف بھرپور کارروائی کریں گے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب والا! آپ نے relevant rule بتا دیا ہے ہمارے سیکرٹری صاحب بھی یہاں تشریف فرما ہیں وہ اس بات کو second کریں گے کہ اس کے علاوہ ایک practice یہ بھی ہے کہ جب اس محکمے کے پاس سوال جاتا ہے اگر وہ سوال relevant نہیں ہوتا تو وہ اسی وقت بذریعہ اسمبلی سیکرٹریٹ متعلقہ ممبر کو مطلع کر دیتا ہے کہ یہ سوال ہمارے متعلقہ نہیں ہے تاکہ فوری طور پر وہ سوال متعلقہ محکمہ کو بھیج دیا جائے۔ یہ بھی in practice ہے اور اس سلسلے میں سیکرٹری صاحب کی طرف سے ہمیں ڈاک بھی آتی رہتی ہے۔ یہ محکمہ ماحولیات تو نہیں ہے کہ اس کا جواب نہ دیا جا سکے۔ آپ نے بجا فرمایا ہے لیکن میری یہ بھی گزارش ہو گی کہ اس پر practice کرنے کے لئے آج سختی سے فرماد یجئے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین) جناب والا! سوال یہ پوچھا گیا تھا کہ وہاں پر سپرٹ تیار ہوتی ہے۔ جب وہاں پر سپرٹ تیار ہی نہیں ہوتی تو فضلہ کہاں سے آئے گا اور کارروائی کہاں ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ جواب کے جز (ب) کو دیکھیں انہوں نے کہا ہے کہ محکمہ صنعت کے دائرہ اختیار میں نہ ہے محکمہ ماحولیات سے دریافت کیا جائے۔ اسمبلی کو اس سوال کا جو جواب آرہا ہے۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین) جناب والا! انہوں نے سوال کے جز (الف) میں یہ پوچھا تھا کہ ضلع لاہور میں کتنی فیکٹریاں سپرٹ تیار کرتی ہیں اور

ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے۔ ہمارا جواب یہ ہے کہ لاہور شہر میں کوئی سپرٹ فیکٹری کام ہی نہیں کرتی تو فضلہ کہاں سے آیا اور ماحولیات کی بات کہاں سے پیدا ہوئی۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ میری بات کی spirit کو follow نہیں کر رہے میں آپ کی بات نہیں کر رہا بلکہ میں overall practice کی بات کر رہا ہوں جو محکموں نے جاری رکھی ہوئی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین): جناب والا! جہاں تک ہمارے متعلقہ بات ہے وہاں پر کوئی سپرٹ کی فیکٹری موجود ہی نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے جو quote rule کیا ہے آئندہ اس کو follow کیا جائے۔ اس طرح کا کوئی جواب قبول نہیں کیا جائے گا جس میں محکمے یہ کہیں کہ یہ سوال ہم سے متعلقہ نہ ہے۔ یہ حکومت پنجاب کے محکمے ہیں کسی اور حکومت کے محکمے نہیں ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! پہلے تو میرا خیال تھا کہ میں ان سے کہوں کہ اس کا جواب پڑھیں۔ جواب کے جز (ب) میں لکھا ہے کہ محکمہ صنعت کے دائرہ اختیار میں نہ ہے اور اس کا ایک دوسرا حصہ ہے کہ یہ محکمہ ماحولیات سے دریافت کیا جائے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے کس کو address کیا ہے کہ دریافت کیا جائے۔ کیا انہوں نے سیکرٹریٹ سے دریافت کیا ہے، سوال پوچھنے والے کو address کیا ہے؟ اس میں fixation of responsibility ہونی چاہئے کہ انہوں نے کس کو address کر کے یہ کہا ہے کہ جاؤ جا کر فلاں جگہ سے پوچھ لو، کون جائے گا پوچھنے، کیا آپ rule کو withstand کریں گے کہ چیف سیکرٹری کی ذمہ داری ہے کہ وہ جا کر پتا کرے، ان کا سیکرٹری پتا کرے یا ہم پتا کریں؟ ڈیپارٹمنٹ arrogance سے یہ کہہ رہا ہے کہ جاؤ جا کر فلاں جگہ سے پوچھ لو۔ ڈیپارٹمنٹ کس کو آرڈر دے رہا ہے، کس کو address کر رہا ہے، وہ کون ہے اور fixation of responsibility کیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: میں آپ کو دو چیزیں بتاؤں کہ انہوں نے بالکل صحیح point out کیا ہے اگر آپ پہلا جز پڑھیں کہ فیکٹریاں تو ہیں ہی نہیں۔ اب محکمے کا قصور یہ ہے کہ انہوں نے بجائے یہ بات کرنے کے کہ جہاں فیکٹریاں نہیں ہیں وہاں پر یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ انہوں نے اپنے سر سے اتارنے کے لئے اسمبلی کو importance نہیں دی۔ میں ان کو بھی یہ بات register کروانا چاہ رہا ہوں کہ جواب میں غلطی نہیں ہے لیکن جواب میں arrogance ہے اور آپ بھی یہی بات کہنا چاہ رہی ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحبان اس House کو represent کرتے ہیں، وزراء صاحبان بھی اس House کو represent کرتے ہیں اور ان کا حق ہے کہ وہ بیوروکریسی سے یا جو بھی جواب لکھنے والا محکمہ ہے اسے یہ bound کریں کہ یہ مذاق نہیں ہے۔انہوں نے ہماری side لینی ہے نہ کہ محکموں کی۔اگر محکمے کی اتنی جرأت ہو گئی ہے کہ وہ یہ لکھ دیں کہ جا کر یہ دریافت کر لیا جائے تو پھر آپ کس لئے بیٹھے ہیں؟ آپ سوال کو pending کریں یا اس House کی کمیٹی بنائیں کہ وہ جا کر دریافت کرے پھر ہم جواب دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! آپ کی بات آ گئی ہے تشریف رکھئے۔منسٹر صاحبان یہاں بیٹھے ہیں میں نے جو observation دی ہے۔ندیم کامران صاحب اور چودھری غفور صاحب آپ دونوں اور آپ کے ساتھ اپوزیشن سے بھی ممبران لے کر میں آج ایک کمیٹی بنا دوں گا۔یہاں پر جو بار بار rule 37 کی violation ہو رہی ہے ہم اس پر بڑا strict notice لیں گے اور اگر آئندہ کسی محکمہ نے ایسا کیا تو اس کے خلاف کارروائی بھی کی جائے گی۔یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ اسمبلی میں اس طرح جواب دیئے جائیں۔ جی، میاں رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بے حد شکریہ۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! ذرا ایک منٹ! منسٹر صاحب کھڑے ہیں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! آپ نے جو حکم دیا ہے یقیناً اس کے مطابق کام کیا جائے گا لیکن میری تھوڑی سی request ہے کہ میں بھی دو تین محکموں کو deal کر رہا ہوں ابھی میں نے recently بھی کچھ سوال اسمبلی کو واپس کئے ہیں کہ یہ ہم سے متعلقہ نہیں ہیں تو اس پر بھی کوئی action لیا جائے تاکہ اس کی direction صحیح ہو۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں یہی کہہ رہا ہوں کہ جب آپ rule 37 کو study کریں گے تو اس میں آپ کو سارے جواب مل جائیں گے جو کام اسمبلی سیکرٹریٹ کے کرنے والا ہے وہ ہم کرتے رہیں گے اور جو کام آپ کے کرنے کا ہے وہ آپ نے اپنے محکموں سے کروا کر اسمبلی کی عزت اور supremacy بحال کرنی ہے اور یہ ہم سب نے مل کر کرنا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! جواب کے جز(ب) کے حوالے سے میں یہ ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ کسی بھی قسم کی صنعت کی اجازت کے ساتھ water treatment کی شرط جڑی ہوئی ہوتی ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کسی بھی صنعت میں Water Treatment Plant نہیں ہے۔ اگر نہیں ہے تو اس کا محکمہ صحت جواب دہ ہے یا محکمہ انوائرنمنٹ۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ تم بھی خوش ہم بھی خوش۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں آپ کی سمجھ پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ جی، حسن مرتضیٰ صاحب! آپ کچھ بولنا چاہ رہے تھے؟

سید حسن مرتضیٰ: جی، میں بولنا چاہتا ہوں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! اگر اس کی تشریح چاہئے تو میں وہ بھی کر دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ابھی تشریف رکھیں۔ پھر کسی وقت آپ سے تشریح سنیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! سوال نمبر 5534 کے جز(ب) میں کہتے ہیں کہ محکمہ صنعت حکومت پنجاب سے متعلقہ نہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں آپ House میں absent minded بیٹھے ہیں لہذا آپ تشریف رکھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اس سوال کا جواب بھی غلط تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جب اس کا ٹائم تھا اس وقت آپ نے بات نہیں کی۔ Rules کو follow کرنا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جب ایک دو وزیر آپ کو اشارہ کر دیتے ہیں تو آپ بدل جاتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں بالکل نہیں بدلتا۔ آپ تشریف رکھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری بات تو پوری ہو لینے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: Rules کے مطابق۔

سید حسن مرتضیٰ: میں Rules کے مطابق بات کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! سوال نمبر5622 کی ابھی بات ہو رہی تھی اس کے جز (ب) میں انہوں نے لکھا ہے کہ محکمہ صنعت کے دائرہ کار میں نہ ہے یہ محکمہ ماحولیات سے دریافت کیا جائے۔ پچھلے سوال کے جز (ب) میں انہوں نے لکھا ہے کہ محکمہ صنعت حکومت پنجاب سے متعلقہ نہ ہے۔ جس جز میں انہوں نے جواب دینا ہے اس میں یہ دے لیتے ہیں اور جس جز میں جواب نہیں دینا چاہتے یا ان کے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگر آپ نے میری عرض سنی ہوتی تو۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: آپ کی عرض نہیں بلکہ آپ کی ruling ہوتی ہے لیکن آپ سے یہ گزارش ہے کہ آپ ان کو ایک بات صحیح کر کے دس غلط کاموں پر defend بھی کرتے ہیں، ان کو ساہیاں بھی نکلواتے ہیں۔ انہوں نے جو پارلیمانی سیکرٹریوں کی فوج پال رکھی ہے آپ House میں ان کا رویہ دیکھیں کوئی دانت نکال رہا ہے، کوئی کسی ممبر پر ہوٹنگ کر رہا ہے آپ خود سیکرٹری صاحب سے باتوں میں مشغول ہیں۔ یہاں ممبران۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): یہ غیر پارلیمانی الفاظ استعمال کر رہے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے کوئی غیر پارلیمانی لفظ استعمال نہیں کیا۔ اگر یہ ہنسیں گے تو دانت نکلیں گے۔ اس میں کون سی غیر پارلیمانی چیز ہے۔ اب یہی چیز میں point out کرنے لگا تو ان سب نے ہوٹنگ کر کے، انہوں نے ادھر ادھر کی باتیں کر کے House کا ٹائم بھی ضائع کیا آپ کو بھی non serious کر دیا۔۔۔

معزز ممبران: ٹائم تو یہ ضائع کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ فرمائیں کہ کہنا کیا چاہ رہے ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں یہی کہنا چاہ رہا ہوں کہ۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین) جناب سپیکر! انہوں نے پندرہ منٹ کی تقریر کی ہے لیکن کوئی بات واضح نہیں کر سکے کہ یہ پوچھنا کیا چاہتے ہیں اور ہم ان کو کیا بتائیں۔ اگر شاہ صاحب کو صرف تصویر اتروانے کا شوق ہے تو وہ کسی اور طریقے سے پورا کیا کریں لیکن اسمبلی کا ٹائم ضائع نہ کیا کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ میں پہلے زبانی بات کر رہا تھا لیکن ابھی میں نے دیکھا ہے کہ یہ rule 39 and 40 ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پڑھ کر سنا دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ابھی آپ کو پڑھا دیں گے اور کمیٹی میں اس کو discuss کر لیں گے۔ جی، محترمہ سیمل کامران صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال نمبر 6195 میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔حقوق صارفین عدالت کی تفصیلات

***6195: محترمہ سیمل کامران:** کیا وزیر صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شہر لاہور میں حقوق صارفین کے لئے بنائی گئی عدالت کی عمارت واقع پونچھ ہاؤس ملتان روڈ کی حالت انتہائی خستہ ہے؟

(ب) مذکورہ عمارت کی تعمیر و مرمت کے لئے سال 09۔2008، 10۔2009 میں کتنے فنڈز مختص کئے گئے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حقوق صارفین کے لئے بنائی گئی اس عدالت میں عملہ ناکافی ہے؟

(د) کیا حکومت مذکورہ بیان کردہ مسائل کے حل کے لئے کوئی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب اور اگر نہیں تو کیوں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین)

(الف) لاہور میں حقوق تحفظ صارفین کے لئے بنائی گئی عدالت گورنمنٹ بلڈنگ (برائے ڈائریکٹوریٹ آف انڈسٹریز، پنجاب) واقع پونچھ ہاؤس ملتان روڈ لاہور میں ہے۔یہ درست ہے کہ یہ عمارت پرانی ہونے کی وجہ سے بظاہر خستہ حالت میں ہے۔

(ب) صوبائی کونسل برائے تحفظ صارفین کی معلومات کے مطابق اس عمارت کی تعمیر و مرمت کے لئے سال 09-2008 اور 10-2009 میں کوئی فنڈز مہیا نہیں کئے گئے۔

(ج) یہ درست نہیں ہے۔عملہ کی تعداد منظور شدہ پوسٹوں کی تعداد کے مطابق پوری ہے اور کوئی سیٹ خالی نہ ہے۔

(د) محکمہ صنعت کی جانب سے ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر لاہور سے درخواست کی گئی ہے کہ صارف عدالت لاہور کی تعمیر کے لئے جگہ کی الاٹمنٹ کی جائے۔

محترمہ سیمل کامران: سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ میری information کے مطابق کوئی ساڑھے دس بجے کے قریب پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو یہ جوابات دیئے گئے ہیں، حکومت پنجاب نے although بہت کم منسٹرز بنائے ہوئے ہیں لیکن آپ جانتے ہیں، میں اور یہ معزز House بھی جانتا ہے کہ انڈسٹری کے وزیر موجود ہیں۔کیا وزراء صاحبان نے صرف تنخواہیں لینی ہیں اور دفتروں کو enjoy کرنا ہے لیکن یہاں House میں آکر ان سوالات پر respond نہیں کر سکتے ؟ وہ اتنے زیادہ over occupied ہیں تو پھر ان کی وزارت تبدیل کر دی جائے۔میں نے یہ سوال کنزیومر کورٹ کے بارے میں کیا تھا۔میں نے یہ سوال 9۔مارچ 2010 کو کیا تھا اور اس کا جواب 10۔اگست 2010 کو آگیا تھا لیکن آج 13۔دسمبر 2011 ہے لہذا پہلے تو پارلیمانی سیکرٹری صاحب مجھے اس کا updated current جواب بتادیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! پہلے تو میں محترمہ کی اس بات کا جواب دینا چاہتا ہوں کہ انہوں نے کہا ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری نے آج صبح ساڑھے دس بجے جواب لئے ہیں۔میں محترمہ سے کہنا چاہتا ہوں کہ ان کے پاس میرے معاملات میں اتنی دلچسپی لینے اور میری مصروفیات کے متعلق اچھی خبریں نہیں ہیں۔میں یہ بھی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے اس پر کل briefing لے لی تھی اور پرسوں بھی briefing لے لی تھی۔اگر محترمہ مجھ سے بات کرتیں تو میں ان کو اپنا پورا شیڈول دے دیتا۔انہوں نے جو صارف عدالت کے بارے میں سوال پوچھا ہے اس سلسلے میں عرض ہے کہ انہوں نے جس بلڈنگ کو خستہ حال کہا ہے ہم نے وہ بلڈنگ چھوڑ دی ہے اور ریواز گارڈن میں کرائے پر ایک بلڈنگ لی ہے اور وہ عدالت وہاں پر کام کر رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جب ہم rules کی بات کرتے ہیں تو پھر اسمبلی کے اندر allegation اور پھر اس پر counter allegation والا سسٹم اچھا نہیں ہے۔اس سے متعلقہ rule 57 written answer to questions not replied orally اس میں پڑھیں کہ concerned Minister اور پارلیمانی سیکرٹری۔مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ جب ایک چیز rule میں ہے تو پھر ہم اس پر اعتراض کیوں کرتے ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: اعتراض اس لئے کیا ہے کہ متعلقہ وزیر اور پارلیمانی سیکرٹری لیکن یہاں پر سوائے دو تین وزراء کے کبھی کسی وزیر نے bother نہیں کیا کہ وہ House میں آکر جواب دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: and نہیں ہے بلکہ or ہے منسٹر یا پارلیمانی سیکرٹری۔

محترمہ سیمل کامران: اس میں لکھا ہوا ہے تو میں نے According to the rule ہی بات کی ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ میں گزر رہی تھی اور میں نے دیکھا کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب بڑے خشوع و خضوع کے ساتھ رٹا لگا رہے ہیں اس لئے مجھے تو یہی لگا کہ تازہ تازہ جوابات ملے ہیں۔اب میں اپنے سوال پر واپس آتی ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! میں محترمہ کی بات clear کرنا چاہوں گا اگر میری طرف سے کوئی کمی بیشی رہ جائے گی تو پھر ہم منسٹر صاحب کو بھی ضرور مدعو کریں گے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! معزز پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے خود یہ own کیا ہے کہ انہوں نے اس صارف عدالت کو rented premises میں shift کیا ہے۔اسی طرح جز(د) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ "انہوں نے D.C.O لاہور کو direct کیا ہے کہ وہ اس صارف عدالت کے لئے جگہ allocate کریں۔" یہ صارف عدالت اگست 2011 میں ریواز گارڈن کے رہائشی علاقے کے ایک گھر میں shift کی گئی ہے، وہ ایک تنگ سی گلی ہے اور اس کی وجہ سے مقامی لوگوں کو بہت زیادہ botheration ہو رہی ہے کیونکہ ان کے گھروں کے آگے گاڑیاں کھڑی ہوتی ہیں۔کیا حکومت پنجاب کے پاس کوئی ایسی جگہ نہیں ہے کہ جہاں پر اس صارف عدالت کو shift کر دیا جائے؟ ڈی سی او لاہور کو direct کئے ہوئے بھی ایک سال سے زیادہ کا عرصہ گزر چکا ہے اور اتنے عرصے میں بھی انہیں صرف ایک کرائے کی عمارت میسر آئی ہے۔اس کی وجہ سے لوگوں کے cases effect ہوتے ہیں تو میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ڈی سی او لاہور کو جو direction دی گئی تھی اس پر آج تک کیا implementation ہوئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین) جناب سپیکر! ہم نے صارف عدالت کے لئے ڈی سی او لاہور سے جگہ مانگی تھی اور انہوں نے تین چار مختلف جگہیں

propose کر دی ہیں۔اس حوالے سے ایک کمیٹی کام کر رہی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم جلد ہی کسی مناسب جگہ پر اس صارف عدالت کو shift کر دیں گے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! پہلے ہی ڈیڑھ سال کا عرصہ گزر چکا ہے لہذا پارلیمانی سیکرٹری صاحب مجھے ایک time limit بتا دیں ؟آپ بخوبی جانتے ہیں کہ کرایہ کا ایک contract ہوتا ہے کیونکہ آپ law expert ہیں۔یہ contract کم از کم ایک سال کا تو ضرور ہوگا۔پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ وضاحت کر دیں کہ اس عمارت کا ماہانہ کتنا کرایہ دیا جا رہا ہے اور اس contract کی مدت کتنی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! ہماری کوشش یہی ہے کہ ہم جلد از جلد اس صارف عدالت کو سرکاری عمارت میں shift کر دیں۔اس سلسلے میں ہم نے جگہ تجویز کر لی ہے، اگلے بجٹ میں اس کے لئے funds بھی رکھ دیئے جائیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ ایک دو سال میں اس عمارت کی تعمیر مکمل ہو جائے گی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے پوچھا تھا کہ اس مالک کے ساتھ کیا contract ہے، اس کی مدت کیا ہے اور اسے کتنا کرایہ دیا جا رہا ہے ؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! اس مالک کو 80 ہزار روپے کرایہ دیا جا رہا ہے اگر محترمہ کو اس agreement کی کاپی چاہئے تو میں وہ provide کر دوں گا۔اس کے ساتھ ایک سال کا contract ہے اور اسے مزید renew بھی کیا جا سکتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! وہ کہہ رہے ہیں کہ اس مالک کے ساتھ ایک سال کا contract ہے اور یہ renewable ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! یہ ایک سال کا contract ہے اور اس میں لکھا ہوا ہے کہ ہم اس کو continue کر سکتے ہیں۔ہماری کوشش ہے کہ ہم اس صارف عدالت کو جلد از جلد سرکاری عمارت میں shift کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! جواب کے جز(الف) میں انہوں نے لکھا ہے کہ "یہ درست ہے کہ عمارت پرانی ہونے کی وجہ سے بظاہر خستہ حالت میں ہے۔" پرانی عمارت اور بظاہر سے کیا مراد ہے؟ اب لاہور کا قلعہ بھی پرانا ہے۔یہ بڑا مبہم سا جواب دیا گیا ہے۔کیا یہ عمارت خطرناک اور گرنے والی ہے؟ اس کا کچھ تو بتایا جائے اور technically اس کی وضاحت کی جائے۔بظاہر تو یہ پنجاب اسمبلی بھی بہت پرانی ہے۔اس کی ذرا وضاحت کر دیں، کیا ان کے پاس اس عمارت کو demolish کرنے کی رپورٹ موجود ہے؟ اس کی باقاعدہ categorization ہوتی ہے لہذا پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس کی ذرا وضاحت فرمادیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین) جناب سپیکر! یہ سوال صارف عدالت سے متعلق تھا۔اب ہم نے وہ عمارت چھوڑ دی ہے تو پھر میں اس کے متعلق ان کو کیا بتا سکتا ہوں اور کیسے کوئی رائے دے سکتا ہوں کہ وہ کیسی ہے؟ یہاں جواب میں جو بظاہر خستہ حال لکھا ہوا ہے اس کی میں وضاحت کر دیتا ہوں کہ وہ عمارت خطرناک صورتحال میں نہیں ہے البتہ اس کی ظاہری حالت کچھ اچھی نہیں ہے اور وہ قابل مرمت ہے۔بہر حال ہم نے وہ عمارت چھوڑ دی ہے اس لئے میں اس کا ذمہ تو نہیں لے سکتا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! کیا کسی residential گھر یا کوٹھی میں عدالت کھولی جا سکتی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بالکل کھولی جا سکتی ہے۔اس وقت بہت سی عدالتیں rented premises میں کام کر رہی ہیں اور سارے Rules and Procedures کو follow کر کے ہی کوئی جگہ کرائے پر لی جاتی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین) جناب سپیکر! محترمہ نے پوچھا ہے کہ آیا کرایہ کے مکان میں کوئی عدالت کھولی جا سکتی ہے یا نہیں؟ تو میں اس کا جواب دینا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین) جناب سپیکر! سابقہ حکومت انہی کی تھی اور اس وقت اگر انہیں احساس ہوتا تو یہ اس عدالت کو کرائے کی عمارت میں

shift کرنے کی بجائے اس کے لئے عمارت بنوا لیتے۔ دوسرا جب ڈکٹیٹروں کی بدتمیزیوں کے طوفانوں کی وجہ سے ملکوں کا براحال ہوتا ہے تو پھر عدالتیں درختوں کے نیچے بھی لگائی جا سکتی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس سوال پر کافی ضمنی سوالات ہو چکے ہیں اور اب ہمیں آگے چلنا چاہئے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پچھلے دور حکومت میں صارف کو relief دینے کے لئے صارف عدالتیں بنائی گئیں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب مجھے یہ بتا دیں کہ ان عدالتوں کی طرف سے اب تک کتنے فیصلے آئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! یہ تو نیا سوال بنتا ہے۔ اس طرح وہ off hand کس طرح بتا سکتے ہیں؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں نے صارف عدالت کے بارے میں ہی سوال پوچھا ہے جو کہ بالکل اس سوال سے متعلقہ ہے اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب جواب دینے کے لئے کھڑے بھی ہو گئے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین) جناب سپیکر! محترمہ نے پوچھا ہے کہ اس صارف عدالت میں کتنے مقدمے زیر سماعت ہیں اور اب تک کتنے مقدمات کا فیصلہ ہو چکا ہے؟ اس کے لئے یہ ایک نیا سوال دے دیں ہم تفصیل فراہم کر دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اگلا سوال خواجہ محمد اسلام صاحب کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! سوال نمبر 6764 (معزز خاتون ممبر نے خواجہ محمد اسلام کی ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: کیا اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جی، ہاں اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد۔ ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6764: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) فیصل آباد میں محکمہ کا کل سٹاف کتنا ہے؟

(ب) مذکورہ ضلع میں محکمہ ہذا کے سال09۔2008 اور10۔2009 کے اخراجات اور آمدن بتائیں؟

(ج) محکمہ ہذا نے صنعتوں کی ترقی کے لئے ان دو سالوں کے دوران مذکورہ ضلع میں جو اقدامات اٹھائے ہیں ان کی تفصیل بتائیں؟

(د) ان دو سالوں کے دوران کس کس صنعتی ادارے کو محکمہ ہذا نے کیا کیا ٹیکنیکل اسسٹنس فراہم کی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین)

(الف) محکمہ صنعت پنجاب فیصل آباد میں کام کرنے والے سٹاف کی تعداد کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نام ادارہ	سٹاف کی تعداد
I) ضلعی دفتر محکمہ صنعت پنجاب فیصل آباد	17
II) پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن ریجنل ڈائریکٹوریٹ اور سمال انڈسٹریز اسٹیٹ فیصل آباد	60

(ب) I) محکمہ صنعت پنجاب کے ضلعی دفتر فیصل آباد کے اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

I)	برائے سال 2008-09	35,15,433/- روپے
II)	برائے سال 2009-10	38,21,941/- روپے

جہاں تک محکمہ صنعت فیصل آباد کی آمدن کا تعلق ہے اس سلسلہ میں عرض ہے کہ محکمہ ہذا کا شمار گورنمنٹ کے ریونیو اکٹھا کرنے والے محکموں میں نہیں ہے بلکہ اس دفتر کا کام گورنمنٹ کی وضع کردہ پالیسی کے تحت صنعت کاروں کی رہنمائی اور ان کو سوشل سروسز مہیا کرنا ہے تا کہ ملک کے اندر صنعتی ترقی کی رفتار کو تیز کیا جا سکے۔اس کے علاوہ محکمہ پارٹنر شپ ایکٹ 1932 سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ 1860 اور کمپنیز آرڈیننس 1984 کے زمرے میں آنے والوں کی رجسٹریشن کا کام بھی سرانجام دیتا ہے۔

اس سلسلہ میں گورنمنٹ کی مقرر کردہ مجوزہ فیسوں کی مد میں وصول ہونے والی فیسوں کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

I)	برائے سال 2008-09	3,26,480/- روپے
II)	برائے سال 2009-10	3,32,925/- روپے

II) پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن ریجنل ڈائریکٹوریٹ اور سمال انڈسٹریل اسٹیٹ فیصل آباد کے اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

I)	برائے سال 2008-09	1,49,03,471/- روپے
II)	برائے سال 2009-10	1,70,11,745/- روپے

پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن کا اہم کام علاقہ میں گھریلو اور چھوٹی صنعتوں کی ترقی اور ترویج ہے۔ محکمہ نے اس ضمن میں فیصل آباد میں ایک انڈسٹریل اسٹیٹ 244 ایکڑ رقبہ پر قائم کی ہوئی ہے۔ جہاں 1020 مختلف سائز کے پلاٹ بغیر نفع و نقصان کی بنیاد پر الاٹ کئے گئے ہیں اور قرضہ جات کم مارک اپ اور بغیر مارک اپ کی بنیاد پر خواہش مند چھوٹے صنعت کاروں اور ہنر مند حضرات کو دیئے گئے ہیں اور وصولی قرضہ آسان اقساط میں کی جاتی ہے۔ محکمہ ہذا کمرشل بنیادوں پر کام نہیں کرتا۔ تاہم گورنمنٹ کی مقرر کردہ مجوزہ فیسوں کی وصولی کی تفصیل درج ذیل ہے:

I) برائے سال 2008-09 31,76,508/- روپے

II) برائے سال 2009-10 47,15,865/- روپے

(ج)

I) محکمہ صنعت نے Punjab Industries Control on Establishment and Enlargement Act,1963 اور انڈسٹریل لوکیشن پالیسی 2002 میں تفویض کردہ اختیارات کے دائرہ کار میں رہتے ہوئے چیمبر آف کامرس اور صنعتی اداروں سے متعلقہ ایسوسی ایشنز کی مشاورت کے بعد Negative Areas کا نوٹیفکیشن سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ فیصل آباد نے جاری کیا۔ جس کے تحت صنعت کاروں کو (شیڈول سی) کے علاوہ محکمہ سے کسی بھی قسم کی صنعت لگانے کے لئے پیشگی منظوری کی ضرورت نہ ہے۔ موجودہ حالات میں حکومت پنجاب کی ہدایات کے مطابق محکمہ کا کردار ریگولیٹر کی بجائے سہولت کنندہ کی طرف نمایاں اور واضح ہے تاکہ نئی صنعتوں کا قیام معرض وجود میں آسکے۔

II) پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن کی قائم کردہ سمال انڈسٹریز اسٹیٹ فیصل آباد میں دوران سال 2008-09 اور 2009-10 مختلف الاٹیز نے صنعتی یونٹ یا فیکٹری بلڈنگ مکمل کی ہیں۔ علاوہ ازیں مذکورہ مدت میں درج ذیل قرضہ جات کی مختلف سکیموں میں چھوٹے صنعت کاروں اور ہنر مندوں کو چھوٹی اور گھریلو صنعتوں کے قیام اور ترقی کے لئے قرضہ جات جاری کئے گئے:۔

نمبر شمار	نام سکیم قرضہ	تعداد صنعتی یونٹ	رقم قرضہ	شرح مارک اپ
1	مالی معاونت برائے گھریلو صنعت کاری	37	1.725 ملین	11 فیصد
2	چیف منسٹر گرین فنڈ پروگرام برائے سی این جی رکشا سکیم	517	61.753 ملین	5-1/2 فیصد
3	چھوٹے قرضہ جات ایس ایم ای 200 ملین	24	27.500 ملین	12 فیصد
4	ایزی لون ایس ایم ای 300 ملین	23	0.925 ملین	11 فیصد
5	مالی معاونت برائے ترقی و ترویج ہینڈ لومز ٹیکسٹائل	2	0.100 ملین	فری مارک اپ
6	مالی معاونت برائے سستی روٹی پلانٹ	1	0.260 ملین	فری مارک اپ

مزید برآں پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن کے ریجنل ڈائریکٹوریٹ فیصل آباد کے زیر انتظام جھنگ،ٹوبہ ٹیک سنگھ اور چنیوٹ کے اضلاع میں بھی گھریلو چھوٹی صنعتوں کی ترقی کے لئے قرض کی سہولیات فراہم کرنے کا فریضہ انجام دیا جاتا ہے۔

(د) بمطابق Punjab Industries Control on Establishment and Enlargement Act, 1963 صنعتی اداروں کو ٹیکنیکل اسسٹنس فراہم کرنا محکمہ صنعت کے دائرہ کار میں نہ ہے۔ بہرکیف صنعت کاروں کی رہنمائی اور اسسٹنس کے لئے درج ذیل پبلیکیشنز جاری کی جاتی ہیں:۔

1. Industrial Directory
2. District Pre-investment Studies
3. Classification of Industries
4. Technical Reports on Various Industries.

جبکہ پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن کا اہم کام گھریلو وچھوٹے صنعت کاروں کو قرضے فراہم کرنا ہے۔ اس طرح پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن فیصل آباد نے 941 پارٹیوں کو قرضہ جات کی فراہمی کے لئے برائے قیام صنعتی یونٹ مشاورت کا کام سرانجام دیا۔اس کے علاوہ پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن نے فیصل آباد کی ٹیکسٹائل اور لائٹ انجینئرنگ کی صنعت کے فروغ کے لئے ایک ٹیکنیکل کلسٹر ڈویلپمنٹ سنٹر قائم کیا ہے جسے فعال بنانے کی کوششیں کی جارہی ہیں جس کے ذریعے ٹیکسٹائل اورلائٹ انجینئرنگ کی صنعت کو ہیٹ ٹریٹمنٹ اور ڈائزبنانے کی سہولیات بہم پہنچائی جائیں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اس سوال کے جز(ب) میں بتایا گیا ہے کہ "رجسٹریشن ایکٹ 1860 اور کمپنیز آرڈیننس 1984 کے زمرے میں رجسٹریشن فیس وصول کی جاتی ہے"۔ اس کی تفصیل بھی دی گئی ہے۔ میرا اس حوالے سے ضمنی سوال یہ ہے کہ کتنی فیس ہے اور کس شرح سے لی جاتی ہے؟ اسی طرح آگے جواب میں بتایا گیا ہے کہ "20 10 مختلف سائز کے پلاٹ بغیر نفع ونقصان کی بنیاد پر الاٹ کئے گئے ہیں" تو یہ کس criteria کی بنیاد پر الاٹ کئے گئے ہیں اور کن لوگوں کو کئے گئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین) جناب سپیکر! جو لوگ صنعت سے وابستہ تھے ہم نے ان کو صنعتی ترقی کے لئے اس صنعتی زون میں پلاٹ الاٹ کئے ہیں۔اس حوالے سے باقاعدہ ایک criteria مقرر کیا گیا ہے اور جو لوگ اس پر پورا اُترتے تھے ان کو پلاٹ الاٹ کئے گئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ صنعت سے وابستہ ہیں ان کو ہی وہاں پر پلاٹ الاٹ کئے گئے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین) جی، ہاں جو لوگ صنعت سے وابستہ ہیں اور جو وہاں پر کوئی صنعت لگانا چاہتے ہیں انہیں یہ پلاٹ الاٹ کئے گئے ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں نے یہ بھی پوچھا ہے کہ یہ فیس کس شرح سے لی جاتی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! جواب میں فیس کے بارے میں تو لکھا ہوا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! یہاں پر total fee لکھی ہوئی ہے جبکہ میں پوچھ رہی ہوں کہ کس شرح سے فیس لی جاتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین) جناب سپیکر! یہ فیس -/520 روپے فی سو سائٹی کے حساب سے لی جاتی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا اگلا ضمنی سوال جز (ج) کے بارے میں ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ چھوٹے صنعتکاروں اور ہنر مندوں کو چھوٹی اور گھریلو صنعتوں کے قیام اور ترقی کے لئے قرضہ جات جاری کئے گئے ہیں تو میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کم از کم اور زیادہ سے زیادہ کتنی رقم کا قرضہ دیا جاتا ہے اور کیا حکومت شرح مارک اَپ کو کم کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تو بالکل ایک نیا سوال بن جاتا ہے، اس ضمنی سوال کا اس سوال کے ساتھ تو تعلق ہی نہیں ہے۔ جی، رانا صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! زیر غور سوال کے جواب کے جز (ج) میں دیئے گئے گوشوارے میں شرح مارک اب مختلف دی گئی ہے۔ یہ 11 فیصد بھی ہے، 12 فیصد بھی ہے اور free mark up بھی ہے جبکہ مالی معاونت برائے ترقی و ترویج ہینڈ لومز ٹیکسٹائل اور مالی معاونت برائے سستی روٹی پلانٹ، ان کا free mark up ہے۔ کیا free mark up میں کوئی تعداد مقرر ہے کہ

یہ مالی معاونت کتنے آدمیوں کو دی جائے گی یا اس کے لئے رقم مقرر ہے یا یہ کسی کی صوابدید پر ہے کہ وہ جتنا پیسا چاہے free mark up پر دے دے اور جتنا پیسا چاہے وہ 12 فیصد مارک اپ پر دے دے۔ اس میں وہی محکمہ ایک چیز کے لئے پیسا 12 فیصد مارک اپ پر دیتا ہے اور ایک دوسری چیز کے لئے پیسا free mark up پر دیتا ہے تو یہ کس اصول کی بنیاد پر ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! اگر آپ اس کو غور سے پڑھیں تو اس میں free mark up میں صنعتی یونٹس کی تعداد ایک یا دو ہے اور جن پر مارک اپ ہے اُن کے صنعتی یونٹس کی تعداد زیادہ ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میرا exactly question بھی یہی بن رہا ہے کہ جو پیسا free mark up پر دیا جائے گا اُس کی کوئی limit بھی مقرر ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! آپ کی بات valid ہے لیکن اس سوال میں پالیسی کے حوالے سے نہیں پوچھا گیا۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ نے رانا صاحب کو اس کی پالیسی provide کرنی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! میں ان کو اس کی پالیسی provide کر دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال ملک اختر حسین نول صاحب کا ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): On his behalf Question No. 7616

(معزز ممبر نے ملک اختر حسین نول کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

ضلع قصور۔ٹیکنیکل اداروں کی تفصیلات

*7616: **ملک اختر حسین نول:** کیا وزیر صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع قصور میں کتنے ٹیکنیکل ادارے کس کس جگہ چل رہے ہیں ان اداروں کے نام اور جگہ کی تفصیل بتائیں؟

(ب) ان اداروں میں زیر تعلیم طالب علموں کی تعداد ادارہ وار بتائیں؟

(ج) ان اداروں میں کس کس Skill کی تعلیم دی جاتی ہے؟

(د) ان اداروں میں طالب علموں سے کل کتنی فیس ماہانہ وصول کی جاتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین):

(الف) ضلع قصور میں مندرجہ ذیل ادارے واقع ہیں:۔

1- گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ قصور بیرونی کوٹ اعظم روڈ قصور
2- گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر (فی میل) کوٹ رادھا کشن ضلع قصور
3- گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر (فی میل) کوٹ رادھا کشن ضلع قصور

(ب)

1-	گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ قصور بیرونی کوٹ اعظم روڈ قصور	378
2-	گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر (فی میل) کوٹ رادھا کشن ضلع قصور	45
3-	گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر (فی میل) کوٹ رادھا کشن ضلع قصور	45

(ج)

1- گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ قصور بیرونی کوٹ اعظم روڈ قصور
الیکٹریشن، ڈرافٹسمین، آٹو مکینک، ریڈیو/ٹی وی مکینک، فٹر جنرل، ایچ وی اے سی آر، مشینسٹ، ویلڈنگ

2- گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر (فی میل) کوٹ رادھا کشن ضلع قصور
الیکٹریشن، سرٹیفکیٹ آف کمپیوٹر ایپلیکیشن (C.C.A)، ویلڈنگ

3- گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر (فی میل) کوٹ رادھا کشن، ضلع قصور
ڈومیسٹک ٹیلرنگ، سرٹیفکیٹ آف کمپیوٹر ایپلیکیشن (C.C.A)، ایلیمنٹری فوڈ پریزرویشن

(د) گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ قصور میں طالب علموں سے -/238 روپے ماہانہ فیس وصول کی جاتی ہے جبکہ گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر (فی میل) کوٹ رادھا کشن ضلع قصور اور گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر (فی میل) کوٹ رادھا کشن، ضلع قصور کے طالب علموں سے کوئی فیس وصول نہیں کی جاتی بلکہ ان طالب علموں کو ماہانہ -/2000 روپے وظیفہ دیا جاتا ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس سوال کے جواب کے جز (د) میں لکھا گیا ہے کہ "گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ قصور میں طالب علموں سے -/238 روپے ماہانہ فیس وصول کی جاتی ہے جبکہ گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر (میل) کوٹ رادھا کشن ضلع قصور اور گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر (فی میل) کوٹ رادھا کشن، ضلع قصور کے طالب علموں سے کوئی فیس وصول نہیں کی جاتی بلکہ ان طالب علموں کو ماہانہ -/2000 روپے وظیفہ دیا جاتا ہے۔" اس میں مجھے صرف یہ پوچھنا

ہے کہ وہ کون سی وجوہات ہیں کہ ایک سکول میں طلباء سے -/238روپے فیس لی جاتی ہے اور دوسرے سکولوں میں اُنہی بچوں کو -/2000روپے ماہانہ وظیفہ دیا جاتا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! جو طلباء ایک سال، دو سال یا تین سال کا ڈپلومہ کر رہے ہوتے ہیں اُن سے -/238روپے ماہانہ فیس لی جاتی ہے لیکن وفاقی حکومت کے ایک ادارے ٹیوٹا نے تین ماہ کے مختلف کورسز کے لئے وظائف کی بنیاد پر ایک سکیم شروع کی تھی تاکہ لوگوں میں attraction پیدا ہو۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! آج تک یہ کتنے لوگوں کو وظیفہ دے چکے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! تقریباً 22ہزار طلباء اس وظیفے سے مستفید ہوئے ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب کے پاس ان وظائف کے حوالے سے جو ریکارڈ ہے وہ مجھے مہیا کر دیں تاکہ میں اُسے اپنے ریکارڈ سے tally کر لوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! محترمہ اجلاس کے بعد مجھے مل لیں میں اس کی تفصیل انہیں دے دوں گا۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو میرے سوال کی سمجھ ہی نہیں آئی۔ میری گزارش ہے کہ ہر گورنمنٹ ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹس میں تین سال کا کورس ہوتا ہے اور میرے بھائی نے کہا ہے کہ وہاں ٹیوٹا وظیفہ دیتا رہا ہے تو اگر وہاں پر ٹیوٹا وظیفہ دیتا رہا ہے تو اس سکول میں ٹیوٹا وظیفہ کیوں نہیں دے رہا؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! ہم دو سال اور تین سال کا ڈپلومہ کرواتے ہیں جبکہ وفاقی حکومت تین ماہ کا "فرلو ڈپلومہ" کروا رہی ہے اُس کے لئے یہ وظیفے بانٹتے ہیں اور وفاقی حکومت نے پورے پاکستان میں یہ وظیفے بانٹے ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اس سوال میں یہ پوچھا گیا ہے کہ کیا حکومت پنجاب نے ٹیوٹا کو کہا ہے کہ تین سالہ کورس کرنے والے طلباء کو بھی وظیفہ دیں کیونکہ ٹیوٹا کے پاس پیسا موجود ہے اور وہ دینا چاہتے ہیں تو یہ ٹیوٹا سے پیسے کیوں نہیں مانگتے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (جناب محمد تجمل حسین) جناب سپیکر! میرے بھائی نے ابھی پوچھا کہ ہم تین سال کے ڈپلومہ کورس کے لئے وظیفہ کیوں مقرر نہیں کرتے؟ تو میں انہیں بتانا چاہتا ہوں کہ وفاقی حکومت نے یہ جو لوٹ سیل لگائی تھی وہ بند کر دی ہے کیونکہ اب اُن کے پاس بھی پیسے نہیں ہیں۔ یہ پیسے دے دیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے اور ہم وظیفہ جاری رکھیں گے۔ میرے پیپلز پارٹی کے دوست کہہ رہے ہیں کہ وفاقی حکومت کے پاس پیسے موجود ہیں لیکن میرے بھائی یہ بات clear کر دیں کہ [***********]

جناب قائم مقام سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! کیا چیف منسٹر پنجاب اس ایوان میں آنا اپنی توہین سمجھتے ہیں یا چیف منسٹر پنجاب یہ سمجھتے ہیں کہ اس ایوان کی کوئی ضرورت اور کوئی اہمیت نہیں اس لئے وہ یہاں پر آنا پسند نہیں کرتے۔ میرے بھائی پارلیمانی سیکرٹری کبھی وفاقی حکومت اور کبھی کسی اور کو تنقید کا نشانہ بنانے کی بجائے جو ضمنی سوالات کئے جا رہے ہیں اُن کے proper جواب دیں۔ اگر چیف منسٹر یہاں پر موجود ہوں تو وہ دیکھیں کہ میرے پارلیمانی سیکرٹری اور وزراء کیا کر رہے ہیں اور کس طرح جواب دے رہے ہیں لیکن وہ تو غرور میں ہیں کہ وہ اس House میں آنا اپنی بے عزتی سمجھتے ہیں۔ انہیں جس House نے منتخب کیا ہے اور وہ آج ہمارے ووٹوں سے وزیر اعلیٰ کی کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اگر وہ اس House میں نہیں آتے اور اپنی توہین سمجھتے ہیں کہ ان لوگوں کے ساتھ بیٹھنا میرا status نہیں ہے۔ میں تو ارب پتی ہوں، میں تو چیف منسٹر ہوں اور میں میاں محمد نواز شریف کا بھائی ہوں۔ میں کامران، ڈاکٹر اسد اور منڈا کے ساتھ کیوں بیٹھوں؟ ان سے اُن کو بُو آتی ہے۔ اگر وہ اپنی توہین نہیں سمجھتے تو ان سے صرف اتنا جواب لے کر دیں کہ وہ کیا وجہ ہے کہ وہ House میں نہیں آتے؟

جناب قائم مقام سپیکر: وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

---

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر صفحہ نمبر 163 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، کامرس اینڈانویسٹمنٹ(جناب محمد تجمل حسین)جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

(جوایوان کی میز پر رکھے گئے)

پنجاب میں پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹس میں سیلف فنانس کی بنیاد پر داخلوں کی تفصیلات

*3974: جناب محمد نوید انجم: کیاوزیر صنعت، کامرس اینڈانویسٹمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیایہ درست ہے کہ پنجاب میں قائم پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹس میں ڈپلومہ آف ایسوسی ایٹ انجینئرز کی کلاسز کی منظوری /الحاق دینے کااختیار پنجاب بورڈآف ٹیکنیکل ایجوکیشن کے پاس ہے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ گورنمنٹ کے پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹس میں سیلف فنانس کی بنیادوں پر3سالہ ڈپلومے کی کلاسز ہورہی ہیں؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ سیلف فنانس کی بنیادوں پر کئے گئے داخل طلباء کی تعداد فرسٹ شفٹ میں ریگولربنیادوں پر کئے گئے داخل طلباء کی تعداد کے برابر یاپھر اس سے زیادہ ہے؟

(د) کیایہ بھی درست ہے کہ سیلف فنانس کی بنیادوں پر کئے جانے والے سیکنڈ شفٹ کے داخلوں کے لئے الحاق کی اجازت تاحال بورڈ سے نہ کروائی ہے؟

(ہ) کیایہ بھی درست ہے کہ سیلف فنانس کی بنیادوں پر کی جانے والی کلاسز کے لئے اساتذہ کرام اور پرنسپل کواضافی معاوضہ اداکیاجارہاہے؟

(و) کیایہ بھی درست ہے کہ سیلف فنانس کی بنیاد پر کی جانے والی کلاسز درحقیقت اساتذہ کرام اور پرنسپل کونوازنے کاایک طریقہ ہے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں- گورنمنٹ کے اداروں کو ٹیکنیکل ایجوکیشن کی انتظامی اتھارٹی کی جانب سے جاری شدہ NOC / منظوری مہیا کرنے کی صورت میں پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن الحاق دیتا ہے-

(ب) یہ کلاسز سیلف فنانس (non-subsidized courses) کی بنیاد پر وزیراعلیٰ پنجاب کی منظوری سے شروع کی گئی تھیں اور یہ ریگولر کلاسز کے علاوہ تھیں- تاہم بحکم وزیراعلیٰ پنجاب یہ کلاسیں، اگست 2009 سے بند کر دی گئیں- البتہ دوسرے اور تیسرے سال کے طلباء اسی کے تحت تعلیم جاری رکھیں گے- منسوخ شدہ سیلف فنانس (non-subsidized courses) کلاسوں کی جگہ پر وزیراعلیٰ پنجاب کی منظوری سے ریگولر سیکنڈ شفٹ کلاسز کا اجراء کر دیا گیا ہے-

(ج) یہ درست نہ ہے- سیلف فنانس (non-subsidized courses) کی بنیاد پر داخل طلباء کی تعداد ریگولر بنیادوں میں کئے گئے داخل طلباء کی تعداد سے زیادہ نہ ہے- طلباء کی تعداد 2008-09 اس طرح سے ہے-

ریگولر طلباء کی تعداد	76,922
نان سبسیڈائزڈ طلباء کی تعداد	35,494

(د) یہ درست نہ ہے- گورنمنٹ کے ادارہ جات پہلے ہی بورڈ کے ساتھ الحاق شدہ ہیں- مزید الحاق کی ضرورت اس لئے نہ ہے کہ کورس کا معیار نصاب کے مطابق مقرر ہو چکا ہوتا ہے اور امتحان سب مضامین کے لئے پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن (PBTE) لاہور منعقد کرواتا ہے-

(ہ) یہ درست ہے-

(و) یہ درست نہ ہے کیونکہ سیلف فنانس (non-subsidized courses) کورسز کے لئے ایک جامع پالیسی مرتب کی گئی ہے جس کی بنیاد پر ایک حد سے زیادہ معاوضہ نہیں دیا جا رہا اور یہ ان کا اضافی ذمہ داریاں سنبھالنے کی وجہ سے حق ہے جو اساتذہ دوسری شفٹ میں کام نہیں کرتے انہیں یہ معاوضہ نہیں دیا جاتا-

گورنمنٹ پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹ بورے والا کے مسائل کی تفصیلات

*7781: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹ B E/507 بورے والا میں طلباء کی تعداد 900 کے قریب ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس میں ٹیچرز/انسٹرکٹرز کی تعداد انتہائی کم ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس میں پینے کے لئے جو پانی سپلائی کیا جاتا ہے وہ انتہائی ناقص ہے جس کی وجہ سے کافی طالب علم ہیپاٹائٹس کا شکار ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ انسٹیٹیوٹ بورے والا شہر سے 13 کلومیٹر دور ہے مگر اس کے پاس ٹرانسپورٹ ناکافی ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس انسٹیٹیوٹ کے ملازمین کو تحصیل الاؤنس، میڈیکل الاؤنس اور موبیلٹی الاؤنس نہیں دیا جاتا ہے؟

(و) کیا حکومت اس ادارے کے مذکورہ بالا مسائل حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست نہیں ہے کیونکہ گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی بورے والا میں طلباء کی تعداد 637 ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے کہ ادارہ میں ٹیچرز/انسٹرکٹرز کی تعداد انتہائی کم ہے۔ ادارہ میں ٹیچرز/انسٹرکٹرز کی 21 اسامیاں ہیں۔ ان پر 17 ٹیچرز/انسٹرکٹرز کام کر رہے ہیں۔ ایک پوسٹ (BS-17) اور تین پروموشن پوسٹس (BS-18) خالی ہیں۔

(ج) اس علاقہ میں زیر زمین پانی پینے کے قابل نہ ہے تاہم تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن TMA بورے والا کے تعاون سے پینے کا صاف پانی بذریعہ ٹینکر فراہم کیا جاتا ہے لہذا طلباء کو پینے کا صاف پانی میسر ہے۔ پرنسپل ہذا کی اطلاع کے مطابق پینے کے پانی کی وجہ سے کسی بھی طالب علم کو ہیپاٹائٹس نہ ہوا ہے۔

(د) ادارہ ہذا بورے والا شہر سے 12 کلو میٹر دور واقع ہے۔ طلباء کی آمد و رفت کے لئے ادارہ کے پاس دو عدد منی بسیں دستیاب ہیں جو کہ طلباء کو بورے والااور ادارہ کے درمیان سفر کی سہولت میسر کرتی ہیں اس کے علاوہ پبلک ٹرانسپورٹ کی سہولت بھی میسر ہے۔

(ہ) ادارہ کے سرکاری ملازمین کو تمام مروجہ الاؤنس دیئے جارہے ہیں جبکہ کنٹریکٹ ملازمین کو تنخواہ ایک پیکیج کی صورت میں دی جاتی ہے اور انہیں ہیلتھ کی انشورنس بھی حاصل ہے۔

(و) ادارہ ہذا میں تعلیم و تربیت کا مکمل انتظام و ماحول موجود ہے اور کوئی مسئلہ درپیش نہیں ہے۔

گورنمنٹ کالج آف کامرس بورے والا کے مسائل و دیگر تفصیلات

*7782: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کالج آف کامرس بورے والا میں طالب علموں کی تعداد 400 ہے، اس میں اساتذہ کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں، کتنی کب سے خالی ہیں اور کب پر کی جائیں گی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کالج کی چار دیواری نہ ہے اور اس میں سٹاف کے لئے رہائش کا بندوبست نہ ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس میں کمپیوٹرز کی کمی ہے مزید اس کالج کو تیس کمپیوٹر چاہئیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس میں پینے کے لئے جو پانی سپلائی کیا جاتا ہے وہ ناقص ہے؟

(ہ) کیا حکومت اس کالج کے درج بالا مسائل حل کرنے اور اس میں ایم اے / ایم کام کلاسز کا اجراء کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ گورنمنٹ کالج آف کامرس بورے والا میں طلباء کی تعداد 400 ہے جبکہ کالج ہذا میں اس وقت طلباء کی تعداد 516 ہے۔ کالج ہذا میں اساتذہ کی منظور شدہ اسامیاں 12 ہیں اور ان تمام پر اساتذہ کام کر رہے ہیں۔

(ب) کالج ہذا کی چار دیواری موجود ہے۔تاہم کالج ہذا کی رہائش گاہوں کے گرد چار دیواری مکمل نہ ہے۔سٹاف کے لئے 11 عدد رہائش گاہوں کا بندوبست موجود ہے اور ان میں سٹاف رہائش پذیر ہے۔

(ج) کالج ہذا میں اس وقت دو عدد کمپیوٹر لیب موجود ہیں جن میں 85 عدد کمپیوٹر موجود ہیں جو طلباء کے لئے کافی ہیں۔

(د) ادارہ ہذا میں زیر زمین پانی پینے کے لئے مناسب ہے تاہم پانی کو مزید صاف رکھنے کے لئے دو عدد واٹر فلٹر نصب کئے گئے ہیں اور پینے کے لئے صاف پانی موجود ہے۔

(ہ) ایم کام کی کلاسز کے اجراء کا معاملہ ابھی محکمہ کے زیر غور نہ ہے۔ایم کام کی کلاسز کے اجراء کے لئے باقاعدہ پراجیکٹ ڈاکومنٹ کی منظوری ضروری ہے۔بلڈنگ، فرنیچر، کمپیوٹرز اور اساتذہ و دیگر سٹاف کے لئے کئی ملین روپے کا فنڈ درکار ہے۔جو فی الحال مہیا نہ ہے۔ترقیاتی ضروریات کو اگلے سال کے ترقیاتی پروگرام میں کسی حد تک پورا کرنے کی کوشش کی جائے گی لیکن یہ فنڈز کی مناسب فراہمی پر منحصر ہوگا۔

پنجاب میں اشیاء خوردونوش کی کارٹیلائزیشن سے متعلقہ تفصیلات

*8254: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں بااثر افراد نے اشیائے خوردونوش خصوصاً چینی، گوشت، مرغی، انڈے، دالیں، سبزیات اور پھل کے کاروبار کی کارٹیلائزیشن کی ہوئی ہے؟

(ب) کیا حکومت نے ایسے مافیا سے دانستہ چشم پوشی کی ہوئی ہے؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ حالات کی درستی کے لئے کوئی ٹھوس اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی نہیں۔یہ درست نہ ہے کہ پنجاب میں بااثر افراد نے اشیائے خوردونوش کے کاروبار کی کارٹیلائزیشن کی ہوئی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔حکومت نے اشیاء خوردونوش کا مسلسل جائزہ لینے کا جامع پروگرام وضع کیا ہوا ہے اس کے لئے صوبائی اور ضلعی سطح پر کمیٹیاں بنائی ہوئی ہیں جو کہ اشیاء کی قیمتوں اور

دستیابی کا پندرہ روزاور ماہانہ جائزہ لیتی ہیں-پرائس کنٹرول پرافیٹ رنگ اینڈ ہورڈنگ ایکٹ 1977 کے تحت ہر ضلع میں ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر (DCO) کو ضلعی کنٹرولر جنرل آف پرائس مقرر کیا گیا ہے-ہر ضلع میں ایک ڈسٹرکٹ پرائس کنٹرول کمیٹی بنائی گئی ہے جس کا صدر DCO ہے-اس کمیٹی میں انجمن تاجران کاشتکاران اور صارفین کے نمائندے بھی ہوتے ہیں جو کہ پندرہ روزہ یا ماہانہ کی بنیادوں پر اشیاء ضروریہ کی طلب اور رسد کے مطابق جائزہ لیتے ہیں اور باہمی مشورے سے شفاف طریقے سے مارکیٹ کے حقائق کے مطابق قیمتیں مقرر کرتے ہیں-

(ج) مذکورہ بالااقدامات کے علاوہ حکومت پنجاب نے پرائس مجسٹریٹ بھی مقرر کئے ہوئے ہیں جو کہ ناجائز منافع خوری اور ذخیرہ اندوزی کے سدباب کے لئے چھاپے مارتے ہیں اور موقع پر جرمانے کرتے ہیں-ان کی کارکردگی کا ڈسٹرکٹ پرائس کنٹرول کمیٹی کی میٹنگ میں جائزہ لیا جاتا ہے-اس کے علاوہ مڈل مین کا کردار کم کرنے کے لئے جمعہ اور اتوار بازار لگائے جاتے ہیں جہاں بازار سے نسبتاً کم قیمتوں پر اشیاء دستیاب ہوتی ہیں-ان کی بہتری کے لئے مزید کوششیں کی جارہی ہیں-

تحصیل شرقپور شریف میں ٹیکنیکل و کمرشل تعلیمی اداروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8272:چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):کیا وزیر صنعت،کامرس اینڈ انویسٹمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) اس وقت تحصیل شرقپور شریف میں ٹیکنیکل و کمرشل تعلیم کے کتنے ادارے کام کر رہے ہیں؟

(ب) ان اداروں میں کتنے اپنی ملکیتی جگہوں پر کام کر رہے ہیں اور کتنے کرایہ کی عمارات میں کام کر رہے ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس شرقپور شریف گزشتہ تقریباً 23 سال سے 15/14 مرلہ کی چھوٹی سی کرایہ کی بلڈنگ میں کام کر رہا ہے،اگر ہاں تو کیا حکومت اسے

سرکاری زمین پر تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے نیز کیا حکومت اسے ڈگری سطح پر ترقی دینے کو تیار ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) اس وقت تحصیل شرقپور شریف میں ٹوٹا ایک ہی ادارہ "گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس" کے نام سے کام کر رہا ہے۔

(ب) اس وقت تحصیل شرقپور شریف میں ٹیوٹا کا ایک ہی ادارہ کام کر رہا ہے جو کہ کرایہ کی بلڈنگ میں ہے۔

(ج) ہاں یہ درست ہے گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس شرقپور شریف کرایہ کی بلڈنگ میں کام کر رہا ہے اور اس کا رقبہ 25 مرلہ ہے۔فی الحال ادارہ ہذا کی بلڈنگ کی تعمیر اور اپ گریڈیشن کا پروگرام نہ ہے۔

ضلع سرگودھا میں غیر قانونی کام کرنے والے کارخانوں و فیکٹریوں کی تفصیلات

*8438 جناب اعجاز احمد کاہلوں: کیا وزیر صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع سرگودھا میں محکمہ صنعت کے ریکارڈ میں کتنی فیکٹریز اور کارخانے ہیں؟

(ب) ان فیکٹریوں، کارخانوں کو حکومت کیا کیا سہولیات اور مالی معاونت فراہم کرتی ہے؟

(ج) اس وقت کتنی فیکٹریاں، کارخانے اس ضلع میں غیر قانونی کام کر رہے ہیں، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع سرگودھا میں محکمہ صنعت کے ریکارڈ کے مطابق اس وقت 426 فیکٹریاں ہیں۔

(ب) حکومت پنجاب صنعتوں کے فروغ کے لئے مندرجہ ذیل سہولیات اور مالی معاونت فراہم کرتی ہے۔

ا) آزاد صنعتی پالیسی کا قیام، جس کے تحت اب صنعت لگانے کے لئے محکمہ صنعت سے اجازت کی ضرورت نہیں۔مختلف صنعتی انسپیکشنز بھی ختم کر دی گئی ہیں۔

2) انڈسٹریل اسٹیٹس کا قیام، جس میں صنعت کاروں کو انفرا سٹرکچر سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔ ضلع سرگودھا میں بھی ایک ایسی ہی انڈسٹریل اسٹیٹ کام کر رہی ہے اور ایک انڈسٹریل اسٹیٹ بھلوال سرگودھا میں قیام کی منظوری دی ہے۔

3) آسان شرائط پر چھوٹی صنعتوں کے قیام اور ان کے چالو سرمایہ کی ضروریات پوری کرنے کے لئے قرضہ جات کا اجراء۔

4) مقامی صنعت کو جدید فنی سروسز فراہم کرنے کے لئے پنجاب کے مختلف اضلاع میں کلسٹر ڈویلپمنٹ سنٹرز قائم کئے ہیں۔ ضلع سرگودھا میں دو ایسے کلسٹر ڈویلپمنٹ سنٹر اور کرافٹ ڈویلپمنٹ سنٹر سلانوالی قائم کئے گئے ہیں۔

5) اب نئی کمپنیز کی رجسٹریشن ضلعی سطح پر کی جا سکتی ہے۔

6) میمورینڈم اینڈ آرٹیکلز آف ایسوسی ایشن پر سٹیمپ ڈیوٹی ختم کر دی گئی ہے۔

7) محکمہ صنعت، مختلف صنعتی مسائل پر غور کے لئے مقامی صنعتوں اور چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹریز میں کوآرڈینیشن سرانجام دیتا ہے۔

(ج) حکومت کی آزادانہ صنعتی پالیسی کے تحت فیکٹریاں لگانے سے قبل ڈیپارٹمنٹ کی اجازت درکار نہ ہے۔ چاہے اس کی لاگت اور حجم کتنا بھی ہو جبکہ ضلعی گورنمنٹ کے تعین کردہ Negative Areas میں کسی بھی قسم کی فیکٹری لگانے کی اجازت نہ ہے۔ دفتر ڈسٹرکٹ آفیسر (ای اینڈ آئی پی) سرگودھا کے ریکارڈ کے مطابق اس وقت ضلع سرگودھا میں کوئی غیر قانونی فیکٹری کام نہ کر رہی ہے۔

محکمہ انڈسٹری، کامرس و سرمایہ کاری کی کارکردگی کی تفصیلات

*8923: جناب محمد محسن خان لغاری: کیا وزیر صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں کامرس اور سرمایہ کاری کا محکمہ سال 2004 میں قائم کیا گیا اور اس کا بنیادی مقصد صوبے میں تجارت اور سرمایہ کاری کو فروغ دینا ہے؟

(ب) محکمہ کی سال 2008 سے اب تک کی تجارت اور سرمایہ کاری کے حوالے سے کیا کارکردگی رہی ہے، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے کہ پنجاب میں کامرس اور سرمایہ کاری کا محکمہ سال2004 میں قائم کیا گیا تھا اس کے بنیادی مقاصد درج ذیل تھے:۔

i. وفاقی اور صوبائی حکومتوں کے مابین تجارت اور سرمایہ کاری کی پالیسیوں کی مد میں باہمی تعاون۔

ii. وفاقی اور صوبائی حکومتوں کے مابین تجارت اور سرمایہ کاری کی پالیسیوں کی مد میں باہمی تعاون۔

iii. وفاقی حکومت کی سرمایہ کاری کی پالیسیوں پر عملدرآمد کرانے کے لئے بورڈ آف انویسٹمنٹ اسلام آباد کو تعاون مہیا کرنا۔

iv. تجارت اور سرمایہ کاری کے فروغ کے لئے مختلف پرائیویٹ سیکٹرز، ٹریڈ باڈیز اور تنظیموں کے مابین روابط قائم کرنا۔

v. ملک میں انفرادی طور پر سرمایہ کاری کرنے والے امیدواروں کو قوانین کے تحت پالیسیز میں نرمی برتتے ہوئے خاص قسم کی رعایت دلانا۔

vi. پنجاب انویسٹمنٹ بورڈ کے معاملات کی نگرانی کرنا۔

(ب) سال2008 سے لے کر آج تک محکمہ نے تجارت اور سرمایہ کاری کے فروغ کے لئے درج ذیل اقدامات اٹھائے:۔

i. صوبہ میں غیر ملکی سرمایہ کاروں کو ہر قسم کی سہولت مہیا کرنے کے لئے پنجاب بورڈ آف انویسٹمنٹ اینڈ ٹریڈ کا ادارہ قائم کیا گیا۔ قیام سے لے کر اب تک ادارے نے جو کام سرانجام دیئے ان کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ii. چین کے ساتھ تجارتی تعلقات اور چینی سرمایہ کاروں کو اپنے ملک میں انویسٹمنٹ کی ترغیب دینے کے لئے پنجاب چائنا بیورو قائم کیا گیا۔

iii. پاکستانی بالخصوص پنجاب کے سرمایہ کاروں کی سہولت کے لئے درج ذیل پراجیکٹ شروع کئے گئے:۔

a. کیپیسٹی بلڈنگ آف کامرس وانویسٹمنٹ ڈیپارٹمنٹ

b. رجسٹریشن آف جیوگرافیکل انڈیکشن پراجیکٹ
(علاقائی مصنوعات کی بین الاقوامی سطح پر رجسٹریشن کے لئے)

c. ٹرانسلیشن سیل
(مختلف سرکاری خطوط کی ملکی اور غیر ملکی زبانوں میں ترجمے کے لئے)

d. کیپیسٹی بلڈنگ چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری
(پنجاب چیمبرز آف کامرس اور ٹریڈ باڈیز کے درمیان باہمی روابط کے لئے)

e. سیالکوٹ کے سرمایہ کاروں کو باہمی سہولت پہنچانے کے لئے

f. "میٹریل ٹیسٹنگ / سپورٹس گڈز ٹیسٹنگ لیبارٹریز" زیر تکمیل ہیں

(iv پنجاب چیمبرز آف کامرس کوآرڈینیشن کمیٹی(PCCCC) کے تحت مختلف میٹنگز کا انعقاد کیا گیا جس کے تحت پنجاب کے تمام چیمبرز آف کامرس کے مسائل ون ونڈو آپریشن کے تحت ان کی دہلیز پر حل کرنے کی کوشش کی گئی۔

(v جیوگرافیکل انڈیکیشن پراجیکٹ کے تحت 19 تا 20۔جون 2007 میں ایک تعارفی سیمینار کا انعقاد کیا گیا جبکہ 27 تا 28 مئی 2008 میں اسی پراجیکٹ کے تحت "پھلکاری" کے موضوع پر ایک سیمینار منعقد کیا گیا۔ان سیمینارز کا مقصد ملکی مصنوعات کی بین الاقوامی منڈیوں تک رسائی اور مقامی صنعت و کاروبار کو فروغ دینا ہے۔

(vi پنجاب بورڈ آف انویسٹمنٹ اینڈ ٹریڈ ادارے کے تحت انرجی کانفرنس کا انعقاد کرایا گیا ہے۔

(vii گورنر جنرل خراسان رضاوی ایران نے 13 تا 15۔جنوری 2009 پاکستان کا دورہ کیا۔اس دورے کے جواب میں وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے 11 تا 14۔مئی 2009 کو ایران کا سرکاری دورہ کیا جس کا انتظام محکمہ کامرس وانویسٹمنٹ نے کیا۔ان دوروں کے دوران حکومت ایران اور پنجاب کے درمیان تجارت، سرمایہ کاری کے فروغ کے لئے مختلف معاہدے کئے گئے جن پر مختلف محکموں میں عملدرآمد ہو رہا ہے۔تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(viii سال 2009 میں وزیراعلیٰ پنجاب، میاں محمد شہباز شریف نے ترکی کا دورہ کیا جس کا انتظام محکمہ کامرس وانویسٹمنٹ نے کیا۔ترکی اور صوبہ پنجاب کے درمیان تجارت کے فروغ کے لئے مختلف معاہدے کئے گئے۔

(ix پنجاب چائنا بیورو کے زیراہتمام چینی سرمایہ کاری کو ترغیب دینے کے لئے وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے چین کا سال 2011 میں سرکاری دورہ کیا جس کا انتظام محکمہ کامرس وانویسٹمنٹ نے کیا۔

(x مقامی صنعتوں کو گیس کی قلت کا شدید سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔محکمہ کامرس نے گیس کی قلت معاملہ حل کرنے کے لئے پنجاب کے صنعت کاروں، SNGPL اور وزارت گیس وپٹرولیم اسلام آباد کے درمیان میٹنگز کا انعقاد کرایا جس سے صنعتوں کو شیڈول کے مطابق گیس کی فراہمی کا آغاز کیا گیا۔

(xi بجلی کی قلت کا خاتمہ کرنے کے لئے پنجاب کے صنعتکاروں اور چیمبرز کے صدور اور مختلف ٹریڈ باڈیز کے نمائندوں کے ساتھ میٹنگز کا انعقاد کرایا گیا۔

نوٹ: حکومت پنجاب نے بذریعہ نوٹیفکیشن مورخہ 2011-01-17 محکمہ کامرس اور سرمایہ کاری کو محکمہ صنعت میں ضم کر کے نیا محکمہ یعنی محکمہ صنعت، کامرس اور سرمایہ کاری قائم کیا۔ 2011-02-01 سے نئے محکمہ نے کام شروع کر دیا ہے۔

فری ٹریڈ ایگریمنٹ کی تفصیلات

*8950: جناب محمد محسن خان لغاری: کیا وزیر صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ نے 2008 سے 2010 تک کن کن ممالک سے فری ٹریڈ ایگریمنٹ (FTA,s) اور پروفیشنل ٹریڈ ایگریمنٹ کئے ہیں؟

(ب) کن ممالک کے ساتھ متذکرہ بالا FTAs اور PTAs پر عملدرآمد ہو رہا ہے اور اس عملدرآمد کے کیا نتائج ہیں، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) FTAs اور PTA کا معاملہ وفاقی حکومت کے دائرہ اختیار میں آتا ہے اور وفاقی حکومت ہی ایسے تمام معاہدہ جات پر دستخط کرنے کی مجاز ہے۔

(ب) جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے یہ معاہدے وفاقی حکومت کے دائرہ کار میں آتے ہیں۔

لاہور۔ٹیکنیکل کالج مغل پورہ کے اساتذہ کی ترقی کی تفصیلات

*9104: محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیر صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹیکنیکل کالج مغلپورہ میں 26 سالوں سے اساتذہ کو ترقی نہیں دی گئی؟

(ب) کیا حکومت ٹیکنیکل کالج مغلپورہ کے اساتذہ کو ترقی دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست نہ ہے۔ اصل صورتحال یہ ہے کہ گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ مغلپورہ لاہور کے اساتذہ کی ترقی لیبر اینڈ مین پاور ڈیپارٹمنٹ (مین پاور اینڈ ٹریننگ) سروس رولز 1993 (فلیگ (اے) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے) کے مطابق ہوتی ہے۔ مذکورہ سروس رولز کے مطابق پنجاب بھر میں تمام ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹس کے اساتذہ کی

سنیارٹی اپنے اپنے ٹریڈ اور سکیل میں اکٹھی بنائی جاتی ہے۔جب بھی کسی ٹریڈ میں پروموشن کوٹا کی کوئی سیٹ خالی ہوتی ہے تو اس پر فوری طور پر سنیارٹی اور رولز کے مطابق پروموشن کر دی جاتی ہے۔واضح رہے کہ کسی بھی کیلیے ادارے (جیسا کہ گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ مغلپورہ لاہور) کے اساتذہ کی ترقی کا الگ سے کوئی طریق کار موجود نہ ہے۔

جب سے ٹیوٹا وجود میں آیا ہے اس کے زیر انتظام کام کرنے والے تمام محکموں کے سٹاف کی ترقیاں باقاعدگی سے کی جاتی رہی ہیں۔سابقہ مین پاور اینڈ ٹریننگ پنجاب کے ذیلی اداروں میں کام کرنے والے 500 سے زائد اساتذہ کی ترقیاں اب تک کی جا چکی ہیں۔ان میں سے گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ مغلپورہ لاہور میں پوسٹنگ کے دوران 38 اساتذہ کو ترقی دی گئی۔ تفصیل فلیگ (بی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس وقت گورنمنٹ ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹس پنجاب میں پروموشن کوٹا میں بی ایس 18 کی 6 بی ایس 17 کی 02 اور بی ایس 16 کی 09 سیٹیں موجود ہیں جو کہ اسی سال میں ترقی پانے یا ریٹائر ہونے والے اساتذہ کی وجہ سے دستیاب ہوئی ہیں۔ان سیٹوں پر ترقی دینے کے لئے سنیارٹی کے مطابق لائن میں آنے والے اساتذہ کا اے سی آر ریکارڈ اور سنیارٹی لسٹیں اپ ڈیٹ کی جا رہی ہیں۔ریکارڈ کے مکمل ہونے پر مذکورہ خالی سیٹوں پر رولز کے مطابق ترقیاں کر دی جائیں گی۔

ضلع قصور۔تحفظ صارفین کونسل اور صارف عدالت و دیگر تفصیلات

*9463: محترمہ شگفتہ شیخ: کیا وزیر صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا ضلع قصور میں تحفظ صارفین کونسل بنائی گئی ہے، اس میں کن کو نمائندگی دی گئی؟

(ب) کیا ضلع قصور میں صارف عدالت قائم ہے، اگر قائم ہے تو اب تک اس نے کتنے مقدمات کا فیصلہ کیا اور کتنی درخواستیں زیر سماعت ہیں؟

(ج) ضلع قصور میں کتنی انڈسٹریل اسٹیٹس ہیں، کہاں کہاں واقع ہیں اور کتنے کتنے رقبہ پر بنائی گئی ہیں؟

(د) انڈسٹریل اسٹیٹس میں کون کون سی انڈسٹری لگی ہوئی ہے؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں۔ضلعی تحفظ صارفین کونسل قصور بذریعہ نوٹیفکیشن مورخہ 6۔اپریل2009 تشکیل دی گئی ہے جس کی کاپی ضمیمہ(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع قصور میں صارف عدالت قائم نہیں ہے،البتہ صارف عدالت لاہور کو ضلع قصور کے صارف مقدمات کی سماعت کا بھی اختیار ہے۔صارف عدالت لاہور میں ضلع قصور سے اٹھارہ صارفین نے مقدمات دائر کئے جن میں سے دس کا فیصلہ ہو چکا ہے اور آٹھ مقدمات زیر سماعت ہیں۔

(ج) ضلع قصور میں 1998 میں 645 کنال رقبہ پر ایک سمال انڈسٹریل اسٹیٹ سیلف فنانس کی بنیاد پر اقبال نگر 8 کلومیٹر فیروزپور روڈ قصور میں قائم کی گئی۔

(د) سمال انڈسٹریل اسٹیٹ قصور میں مندرجہ ذیل 9 مختلف قسم کے کارخانے چل رہے ہیں:۔

I) میسرز چھینہ ٹیکسٹائل انڈسٹریز
ii) میسرز الخالد کیمیکل انڈسٹریز
III) میسرز مون کیمیکل انڈسٹریز
IV) میسرز قدسی گتہ سازی
V) میسرز سٹون ویلی
VI) میسرز بائیو سٹینڈرڈ فوڈ پراسیسنگ
VII) میسرز کمبوہ برادرز گتہ سازی
VIII) میسرز اعظم ٹیکسٹائل انڈسٹریز
IX) میسرز ٹیکنو بوائلر انجینئرنگ انڈسٹریز

صوبہ میں مکینیکل تنور لگانے کی تفصیلات

*9471:چودھری ظہیر الدین خان:کیا وزیر صنعت،کامرس اینڈ انویسٹمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حکومت پنجاب نے صوبے میں کل کتنے مکینیکل تنور قائم کئے ہیں اور وہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ایک مکینیکل تنور پر کتنا خرچہ برداشت کرنا پڑتا ہے اور ایک مکینیکل تنور کی استطاعت کار (Production Capacity) کیا ہے؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) حکومت پنجاب نے اب تک 254 مکینیکل تنور قائم کئے ہیں۔مکینیکل تنوروں کی تفصیل ضمیمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ایک مکینیکل تنور کی تنصیب پر -/2,35,000روپے خرچ ہوتے ہیں۔ایک مکینیکل تنور پر ایک گھنٹہ میں1000روٹی تیار ہوتی ہے۔

گوجرانوالہ،ٹیوٹا کے تحت کام کرنے والے اداروں کی تفصیلات

*9599:ڈاکٹر محمد اشرف چوہان :کیا وزیر صنعت،کامرس اینڈ انویسٹمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ٹیوٹا کے تحت ضلع گوجرانوالہ میں کون کون سے ادارے کہاں کہاں چل رہے ہیں؟

(ب) ان اداروں کے سال11۔2010کے اخراجات بتائیں؟

(ج) ان اداروں میں کس کس ہنر کی تعلیم دی جاتی ہے،ان اداروں میں ادارہ وار طالب علموں کی تعداد بتائیں؟

(د) ان اداروں میں کتنے عرصہ کے کورسز کروائے جاتے ہیں؟

(ہ) ان اداروں میں خالی اسامیوں کی تعداد وعہدہ،گریڈ وار بتائیں ان خالی اسامیوں کو کب تک پُر کر لیا جائے گا؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں ٹیوٹا کے ماتحت کام کرنے والے اداروں کے نام اور مقامات درج ذیل ہیں:

1- گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی جی ٹی روڈ شریف پورہ گوجرانوالہ
2- گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ پسرور روڈ گوجرانوالہ
3- گورنمنٹ اپرنٹسز ٹریننگ سنٹر نزد پنڈی بائی پاس چوک گوجرانوالہ
4- گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر پیر کوٹ گکھڑ
5- گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر کامونکی
6- گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر واہنڈو
7- گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر قلعہ دیدار سنگھ
8- ایگریکلچر ٹریننگ انسٹیٹیوٹ پیر کوٹ گکھڑ

9- گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین سول لائن گوجرانوالہ
10- گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین راہوالی
11- گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین وزیرآباد
12- گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین نوشہرہ ورکاں
13- گورنمنٹ کالج آف کامرس، پیپلز کالونی گوجرانوالہ
14- گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ
15- گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس وزیرآباد
16- گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس کامونکی
17- گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس نوشہرہ ورکاں
18- گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس برائے خواتین گوجرانوالہ
19- لائٹ انجینئرنگ سروس سنٹر سمال انڈسٹریل اسٹیٹ گوجرانوالہ
20- انسٹیٹیوٹ آف لیدر ٹیکنالوجی جی ٹی روڈ گوجرانوالہ
21- کٹلری اینڈ سمال ٹولز انڈسٹریل سروس سنٹر نظام آباد وزیرآباد

(ب) ٹیوٹا کے ماتحت ضلع گوجرانوالہ میں چلنے والے اداروں کے سال 11-2010 کے سالانہ اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

	ادارہ	سالانہ اخراجات
1-	گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی جی ٹی روڈ شریف پورہ گوجرانوالہ	85.159 ملین روپے
2-	گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ پسرور روڈ گوجرانوالہ	18.469 ملین روپے
3-	گورنمنٹ اپرنٹسز ٹریننگ سنٹر نزد پنڈی بائی پاس چوک گوجرانوالہ	14.691 ملین روپے
4-	گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر پیرکوٹ گکھڑ	2.621 ملین روپے
5-	گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر کامونکی	2.713 ملین روپے
6-	گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر واہنڈو	2.425 ملین روپے
7-	گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر قلعہ دیدار سنگھ	2.487 ملین روپے
8-	ایگریکلچر ٹریننگ انسٹیٹیوٹ پیرکوٹ گکھڑ	3.329 ملین روپے
9-	گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین سول لائن گوجرانوالہ	6.171 ملین روپے
10-	گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین راہوالی	1.563 ملین روپے
11-	گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین وزیرآباد	2.837 ملین روپے
12-	گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین نوشہرہ ورکاں	2.044 ملین روپے
13-	گورنمنٹ کالج آف کامرس، پیپلز کالونی گوجرانوالہ	30.012 ملین روپے
14-	گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ	8.151 ملین روپے
15-	گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس وزیرآباد	7.161 ملین روپے
16-	گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس کامونکی	9.116 ملین روپے
17-	گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس نوشہرہ ورکاں	6.812 ملین روپے
18-	گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس برائے خواتین گوجرانوالہ	7.230 ملین روپے

-19	لائٹ انجینئرنگ سروس سنٹر سمال انڈسٹریل اسٹیٹ گوجرانوالہ	12.119 ملین روپے
-20	انسٹیٹیوٹ آف لیدر ٹیکنالوجی جی ٹی روڈ گوجرانوالہ	9.390 ملین روپے
-21	کٹلری اینڈ سمال ٹولز انڈسٹریل سروس سنٹر نظام آباد وزیر آباد	5.578 ملین روپے

(ج) ضلع گوجرانوالہ میں ٹیوٹا کے ماتحت کام کرنے والے اداروں میں جس جس ہنر کی تعلیم دی جاتی ہے اس کی تفصیل اور طالب علموں کی تعداد درج ذیل ہے:-

ادارہ	ٹیکنالوجی	طلباء کی تعداد
1-گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی جی ٹی روڈ شریف پورہ گوجرانوالہ	الیکٹریکل، الیکٹرونک، مکینیکل، انسٹرومنٹیشن،	425
2-گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ پسرور روڈ گوجرانوالہ	الیکٹریشن، الیکٹرونکس ایپلیکیشن، مکینیکل ڈرافٹ مین، مشینسٹ، موٹر وائنڈنگ، آر اے سی	227
3-گورنمنٹ اپرنٹسز ٹریننگ سنٹر نزد پنڈی بائی پاس چوک گوجرانوالہ	الیکٹریشن، بنچ فٹر، ٹرنر، آٹو مکینک، ویلڈنگ، مشینسٹ، ڈرافٹ مین مکینیکل	197
4-گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر پیر کوٹ گکھڑ	وائر مین، ویلڈر، آٹو اینڈ فارم مشینری، الیکٹرونکس ایپلیکیشن	50
5-گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر کامونکی	ایچ وی اے سی آر، وائر مین، ٹرنر، ویلڈنگ، موٹر سائیکل مکینک	124
6-گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر واہنڈو	وائر مین، ٹرنر، ویلڈنگ، موٹر سائیکل مکینک، ایچ وی اے سی آر، الیکٹریشن	30
7-گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر قلعہ دیدار سنگھ	ایچ وی اے سی آر، الیکٹریشن، کمپیوٹر ایپلیکیشن، موٹر سائیکل مکینک	
8-ایگریکلچر ٹریننگ انسٹیٹیوٹ پیر کوٹ گکھڑ	ٹریکٹر آپریٹر، ٹریکٹر مکینک	35
9-گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین سول لائن گوجرانوالہ	ڈی وی جی، سی وی جی، فیشن ڈیزائنگ، کمپیوٹر ایپلیکیشن، بیوٹیشن، سپوکن انگلش، آئل اینڈ واٹر پینٹنگ، کوکنگ اینڈ بیکنگ، فیبرک پرنٹنگ، ڈومیسٹک، ٹیلرنگ، مشین ایمبرائیڈری	199
10-گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین راہوالی	ڈی وی جی، سی وی جی، بیوٹیشن، کوکنگ اینڈ بیکنگ، ڈومیسٹک ٹیلرنگ	77
11-گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ، برائے خواتین وزیر آباد	ڈی وی جی، سی وی جی، بیوٹیشن، فیبرک پرنٹنگ، ڈومیسٹک ٹیلرنگ	135
12-گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین نوشہرہ ورکاں	ڈی وی جی، سی وی جی، اینڈ شارٹ کورسز	72
13-گورنمنٹ کالج آف کامرس پیپلز کالونی گوجرانوالہ	ڈی کام، بی کام	1469
14-گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ	ڈی کام	504
15-گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس، وزیر آباد	ڈی کام	181

16-گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس، کامونکی	ڈی کام	224
17-گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس کامونکی	ڈی کام	237
18-گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس، کامونکی	ڈی کام	188
19-لائٹ انجینئرنگ سروس سنٹر سمال انڈسٹریل اسٹیٹ گوجرانوالہ	ایلومینیم اینڈ فیبریکیٹر، آٹو کیڈ، سی این سی مشین آپریٹر	90
20-انسٹیٹیوٹ آف لیدر ٹیکنالوجی جی ٹی روڈ گوجرانوالہ	لیدر ٹیکنالوجی، فٹ ویئر ڈیزائننگ اینڈ ماڈلنگ، یہ ادارہ common facility center کا کردار بھی ادا کر رہا ہے۔	155
21-کٹلری اینڈ سمال ٹولز انڈسٹریل سروس سنٹر نظام آباد، وزیر آباد	ٹولز اینڈ ڈائی میکنگ، مشینسٹ، ویلڈنگ اینڈ پریس مین، یہ ادارہ common facility center کا کردار بھی ادا کر رہا ہے۔	40

(د) ٹیوٹا کے ماتحت ضلع گوجرانوالہ میں چلنے والے اداروں میں درج ذیل کورسز کروائے جاتے ہیں:-

ادارہ	ٹیکنالوجی
1-گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی جی ٹی روڈ شریف پورہ گوجرانوالہ	3 سالہ ڈپلومہ آف ایسوسی ایٹ انجینئرنگ
2-گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹوٹ پسرور روڈ گوجرانوالہ	2 سال، ایک سالہ سرٹیفکیٹ کورس
3-گورنمنٹ اپرنٹسز ٹریننگ سنٹر نزد پنڈی بائی پاس چوک گوجرانوالہ	3 سالہ ڈپلومہ آف ایسوسی ایٹ انجینئرنگ، ایک سالہ سرٹیفکیٹ، کورس
4-گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر پیر کوٹ گکھڑ	6 ماہ سرٹیفکیٹ کورس
5-گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر کامونکی	ایک سالہ، 6 ماہ سرٹیفکیٹ کورس
6-گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر واہنڈو	6 ماہ سرٹیفکیٹ کورس
7-گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر قلعہ دیدار سنگھ	6 ماہ سرٹیفکیٹ کورس
8-ایگریکلچر ٹریننگ انسٹیٹیوٹ پیر کوٹ گکھڑ	ایک سالہ، 6 ماہ سرٹیفکیٹ کورس
9-گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین سول لائن گوجرانوالہ	ایک سالہ، 6 ماہ، 3 ماہ سرٹیفکیٹ کورس
10-گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین راہوالی	ایک سالہ، 6 ماہ، 3 ماہ سرٹیفکیٹ کورس
11-گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ، برائے خواتین وزیر آباد	ایک سالہ، 6 ماہ، 3 ماہ سرٹیفکیٹ کورس
12-گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین نوشہرہ ورکاں	ایک سالہ، 6 ماہ، 3 ماہ سرٹیفکیٹ کورس
13-گورنمنٹ کالج آف کامرس پیپلز کالونی گوجرانوالہ	2 سالہ ڈپلومہ ان کامرس
14-گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ	2 سالہ ڈپلومہ ان کامرس
15-گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس، وزیر آباد	2 سالہ ڈپلومہ ان کامرس
16-گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس، کامونکی	2 سالہ ڈپلومہ ان کامرس
17-گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس کامونکی	2 سالہ ڈپلومہ ان کامرس
18-گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس، کامونکی	2 سالہ ڈپلومہ ان کامرس
19-لائٹ انجینئرنگ سروس سنٹر سمال انڈسٹریل اسٹیٹ گوجرانوالہ	ایک سالہ، 6 ماہ سرٹیفکیٹ کورس
20-انسٹیٹیوٹ آف لیدر ٹیکنالوجی جی ٹی روڈ گوجرانوالہ	3 سالہ ڈپلومہ آف ایسوسی ایٹ انجینئر، ایک سالہ سرٹیفکیٹ کورس
21-کٹلری اینڈ سمال ٹولز انڈسٹریل سروس سنٹر نظام آباد، وزیر آباد	2 سالہ ڈپلومہ، 6 ماہ سرٹیفکیٹ کورس

ٹیوٹا کے ماتحت ضلع گوجرانوالہ میں چلنے والے اداروں میں جو کورسز کروائے جاتے ہیں ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) ضلع گوجرانوالہ میں ٹیوٹا کے ماتحت کام کرنے والے اداروں میں اسامیوں کی تعداد عہدہ اور گریڈوار کی تفصیل اور کب تک پُر کی جائیں گی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

صوبہ میں سرمایہ کاری کی صورتحال کی تفصیلات

*9807: حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: کیا وزیر صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں سرمایہ کاری کی شرح تشویش ناک حد تک کم ہے اگر ایسا ہے تو اس کے اسباب کیا ہیں؟

(ب) محکمہ صوبہ میں سرمایہ کاری کے فروغ کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہا ہے کیا ان میں سرمایہ کاروں کو رغبت دلانے کے لئے بھی اقدامات اٹھائے گئے ہیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) کسی بھی صوبے میں سرمایہ کاری کا انحصار سب سے پہلے ملک کے مجموعی معاشی حالات پر ہوتا ہے جو کہ مزید برآں عالمی معاشی حالات پر منحصر ہوتے ہیں۔2008 کے عالمی مالیاتی بحران کے اثرات سے دنیا ابھی تک نہیں نکلی جس کی وجہ سے پوری دنیا نے غیر ملکی براہ راست سرمایہ کاری (FDI) میں نمایاں کمی محسوس کی ہے۔پوری دنیا اور پاکستان کی طرح پنجاب میں سرمایہ کاری میں حالیہ سالوں میں کمی ہوئی ہے۔کمی کی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں:۔

I) بین الاقوامی معاشی کساد بازاری (Recession)

II) ملک میں سیاسی عدم استحکام

III) امن وامان کی صورتحال

IV) دہشت گردی

V) بجلی اور گیس کی لوڈشیڈنگ

VI) مالی پالیسیاں، کرنسی کی صورتحال اور بڑھتی ہوئی شرح سود

VII) بین الاقوامی میڈیا میں پاکستان کا منفی امیج

اگرچہ یہ وجوہات صوبہ کے دائرہ اختیار سے باہر ہیں مگر ہم پھر بھی اپنی کوششوں سے ان کے اثرات کو زائل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

پنجاب میں دوسرے صوبوں کی نسبت گیس کی لوڈ شیڈنگ کہیں زیادہ ہوتی ہے جس کی وجہ سے نہ صرف ہماری موجودہ صنعت بند ہو رہی ہے بلکہ نئے سرمایہ کار بھی آنے سے کترا رہے ہیں۔وزیر اعلیٰ پنجاب نے گیس کا معاملہ وفاقی حکومت سے اور مشترکہ مفادات کی کونسل میں بھی اٹھایا ہے۔ان کوششوں کے ساتھ ساتھ پنجاب حکومت نجی شعبے کو مائع گیس (LNG) کی درآمد کے منصوبے کی جلدی تکمیل کے لئے تمام سہولیات اور مدد بھی فراہم کر رہی ہے تاکہ پنجاب میں گیس کی کمی پر قابو پایا جا سکے۔

ان سب وجوہات کے باوجود پنجاب کو اب بھی سرمایہ کار ایک بہتر اور محفوظ جگہ تصور کرتے ہیں۔حالیہ دنوں میں حکومت پنجاب اور چین کی ایک معروف کمپنی کے درمیان تونسہ کے مقام پر 200 میگا واٹ پن بجلی پیدا کرنے کے معاہدے پر دستخط ہوئے ہیں اس کے علاوہ زراعت اور لائیو سٹاک کے شعبے میں بھی مقامی اور بین الاقوامی کمپنیوں نے سرمایہ کاری کی ہے۔اس کی ایک مثال لاہور میٹ کمپلیکس ہے جو کہ ایران کے تعاون سے بن رہا ہے اور اس کے علاوہ ترکی کی ایک کمپنی نے پنجاب میں چار مذبح خانے بنانا شروع کر دیئے ہیں۔

حکومت پنجاب نے حال ہی میں چین کی ایک کمپنی کے ساتھ لاہور ماس ٹرانزٹ منصوبے کی تکمیل کے لئے مفاہمت کی یادداشت پر بھی دستخط کئے ہیں۔

(ب) حکومت پنجاب نے صوبے میں ملکی اور غیر ملکی سرمایہ کاری کو فروغ دینے کے لئے ایک خود مختار ادارہ پنجاب بورڈ آف انویسٹمنٹ اینڈ ٹریڈ (PBIT) کمپنی آرڈیننس 1984 کے تحت قائم کیا ہے۔وزیر اعلیٰ پنجاب خود اس ادارے کے چیئرمین ہیں جو وزیر اعلیٰ کی صوبے میں سرمایہ کاری کو بڑھانے میں دلچسپی اور توجہ کو ظاہر کرتا ہے۔

PBIT اپنے آغاز سے لے کر آج تک بہت سی نمایاں کمپنیوں کو شاندار سروس فراہم کر چکی ہے اور مستقبل میں بہت ساری کمپنیوں کو یہ سروس مہیا کرنے میں مصروف عمل ہے۔

PBIT قانونی ماہرین کی سرپرستی میں بہت سے MOU,s اور بین الاقوامی معاہدے تیار کرنے میں نہایت کلیدی کردار ادا کر رہا ہے۔ان ماہرین نے سرمایہ کاروں کو صوبائی اور وفاقی قوانین، پالیسی اور مختلف مراعات سے آگاہ کرنے لئے ایک دستاویز Policy Framework for Investment in Punjab تیار کیا ہے۔اس کے علاوہ ان ماہرین نے سرمایہ کاری کے فروغ کے لئے مندرجہ ذیل ڈرافٹ پالیسیز اور قوانین کا مسودہ تیار کیا ہے۔

I) کمرشل کورٹ ایکٹ

II) پاکستان حلال ریگولیٹری ڈویلپمنٹ اتھارٹی ایکٹ

(Pakistan Halal Regulatory Development Authority Act)

III) لینڈ ایلوکیشن پالیسی فار فارن انویسٹرز

(Land Allocation Policy for Foreign Investors)

IV) لینڈ ایلوکیشن پالیسی فار سولر پاور پراجیکٹس

(Land Allocation Policy for Solar Power Projects)

اس کے علاوہ یہ ماہرین دیگر سرمایہ کاری اور سرمایہ کار دوست پالیسیاں بنانے میں ہمہ وقت سرگرم عمل ہیں۔

PBIT صوبے میں سرمایہ کاری کو بڑھانے کے لئے اور سرمایہ کاروں کو متوجہ کرنے کے لئے سیمینار اور سرمایہ کاری کانفرنسوں کا انعقاد کرتی رہتی ہے۔وزیر اعلیٰ پنجاب نے خود ان میں سے کئی کانفرنسوں میں شرکت کی ہے اور مختلف سرمایہ کاروں سے انفرادی اور اجتماعی طور پر ملاقاتیں بھی کی ہیں۔ان سیمینار اور کانفرنسوں کی وجہ سے نا صرف یہ کہ ممکنہ سرمایہ کاروں کو پنجاب میں سرمایہ کاری کے مواقع اور ماحول کو جاننے کا موقع ملتا ہے بلکہ ملک کا ایک بہتر امیج بھی پیش کرنے کا موقع ملتا ہے۔

PBIT نے اب تک ترکی، ایران، ملائشیا، چین، بوسنیا، برطانیہ اور دبئی میں یہ سیمینار منعقد کئے / شرکت کی ہے۔سرمایہ کاروں کا ردعمل ان سیمیناروں کے دوران اور ان کے بعد انتہائی مثبت رہا ہے جس کا ثبوت اس سے بھی ملتا ہے کہ ان میں سے کئی سرمایہ کار خود سرمایہ کاری کے موجودہ مواقعوں کا جائزہ لینے کے لئے پنجاب تشریف لائے۔

جہاں تک سرمایہ کاروں کو رغبت کے اقدامات کا تعلق ہے تو یہ زیادہ تر وفاقی حکومت کے دائرہ اختیار میں آتے ہیں۔ہم بہر حال اپنی حدود میں رہتے ہوئے اپنی پوری کوشش کر رہے ہیں کہ سرمایہ کار صوبے میں سرمایہ کاری کے لئے قائل ہو اور اس کو ہر قسم کی سہولیات مہیا کی جائیں اور اس مقصد کے لئے PBIT ہر سرمایہ کار کو انفرادی طور پر بہتر کسٹمر سروس مہیا کر رہا ہے تاکہ اس کو کسی بھی قانونی یا دفتری معاملات میں روایتی سرخ فیتے کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

مزید برآں ہم نے پنجاب میں سرمایہ کاروں کا اعتماد حاصل کرنے کے لئے کئی قوانین بنائے ہیں۔جس میں سب سے نمایاں "پبلک پرائیویٹ پارٹنر شپ" کا قانون ہے۔اس قانون کے

تحت تمام حصہ داروں کے حقوق کا بہتر انداز میں تحفظ کیا گیا ہے اور نجی شعبہ کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے تاکہ وہ آگے بڑھ کر انفراسٹرکچر اور دوسرے منصوبوں میں سرمایہ کاری کریں۔
اسی طرح پنجاب نے "سپیشل اکنامک زون" کے قانون کی تشکیل کے لئے بھی بھرپور کردار ادا کیا ہے۔یہ بل انشاء اللہ اکتوبر میں قانون ساز اسمبلی میں بحث کے لئے پیش کر دیا جائے گا۔اس قانون کی منظوری سے سرمایہ کاروں کو10 سال تک ٹیکس کی چھوٹ اور دوسری کئی مراعات ملیں گی جس سے امید ہے کہ پنجاب میں سرمایہ کاری میں اضافہ ہوگا۔

ضلع حافظ آباد:اداروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*10408:چودھری محمد اسد اللہ:کیا وزیر صنعت،کامرس اینڈ انویسٹمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع حافظ آباد میں کتنے ٹیکنیکل ادارے کس کس جگہ پر چل رہے ہیں؟

(ب) ان اداروں میں منظور شدہ و خالی اسامیاں کتنی ہیں اور خالی اسامیوں کو کب تک پُر کر دیا جائے گا؟

(ج) کتنے ادارے سربراہوں کے بغیر کام کر رہے ہیں؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف)ضلع حافظ آباد میں مندرجہ ذیل پانچ ادارے کام کر رہے ہیں۔

1- گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی(فار بوائز)کالج روڈ پنڈی بھٹیاں۔
2- گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر(فار بوائز) گوجرانوالہ روڈ حافظ آباد۔
3- گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ(فار وومن)ونیکے چوک نزد امین ہسپتال حافظ آباد۔
4- گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ(فار وومن)قبرستان روڈ سکھیکی۔
5- گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس(فار بوائز) گوجرانوالہ روڈ فیصل ٹاؤن جناح چوک حافظ آباد۔

(ب)

1- گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی(فار بوائز)کالج روڈ پنڈی بھٹیاں۔
ادارہ ہذا میں کل38اسامیاں ہیں اور16اسامیاں خالی ہیں۔جن پر بھرتی کا عمل اگست 2012تک مکمل کر لیا جائے گا۔

2- گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر (فار بوائز) گوجرانوالہ روڈ حافظ آباد۔

ادارہ ہذا میں کل 12 اسامیاں ہیں اور ایک اسامی خالی ہے۔اس ادارے میں آٹو فارم ٹریڈ نہ چلنے کی وجہ سے سکلڈ ورکر کی اسامی پر بھرتی نہ کی گئی ہے۔اب نئی ڈیمانڈ کے مطابق کورس شروع کرانے کا منصوبہ زیر غور ہے اور پروگرام کی ضرورت کے مطابق خالی اسامی پر نئی بھرتی کی جائے گی۔

3- گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ (فار وومن)ونیکے چوک نزد امین ہسپتال حافظ آباد۔

ادارہ ہذا میں کل 15 اسامیاں ہیں اور 3 اسامیاں خالی ہیں۔خالی اسامیاں پروموشن کی اسامیاں ہیں اور پروموشن ہونے کے بعد پُر کرلی جائیں گی۔پروموشن آئندہ چھ ماہ میں متوقع ہے۔

4- گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ (فار وومن) قبرستان روڈ سکھیکی۔

ادارہ ہذا میں کل 12 اسامیاں ہیں اور کوئی اسامی خالی نہیں ہے۔

5- گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس (فار بوائز) گوجرانوالہ روڈ فیصل ٹاؤن جناح چوک حافظ آباد۔

ادارہ ہذا میں کل 25 اسامیاں ہیں اور 6 اسامیاں خالی ہیں۔خالی اسامیاں پروموشن کی اسامیاں ہیں اور پروموشن ہونے کے بعد پُر کرلی جائیں گی۔پروموشن آئندہ چھ ماہ میں متوقع ہے۔

(ج) تمام اداروں میں سربراہ موجود ہیں اور کوئی ادارہ بغیر سربراہ کے نہ ہے۔

ضلع راولپنڈی:انڈسٹریل اسٹیٹ و دیگر تفصیلات

*10479: **محترمہ نرگس فیض ملک**: کیا وزیر صنعت،کامرس اینڈ انویسٹمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع راولپنڈی کی حدود میں کتنے انڈسٹریل اسٹیٹ کتنے رقبہ پر کب بنائے گئے تھے؟

(ب) ہر انڈسٹریل اسٹیٹ میں کس کس سائز کے کتنے پلاٹ بنائے گئے تھے؟

(ج) ہر انڈسٹریل اسٹیٹ میں کون کون سی فیکٹریاں /یونٹ چل رہے ہیں؟

(د) ہر انڈسٹریل اسٹیٹ پر کتنے سرکاری ملازم کام کر رہے ہیں؟

(ہ) ہر انڈسٹریل اسٹیٹ کی سال 10۔2009 تا حال کی آمدن اور اخراجات بتائیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع راولپنڈی کی حدود میں دو انڈسٹریل اسٹیٹس قائم کی گئی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

I) منی انڈسٹریل اسٹیٹ جی ٹی روڈ گوجر خان 139 کنال 11 مرلے رقبہ پر 1978 میں قائم کی گئی۔

II) سمال انڈسٹریل اسٹیٹ جھنگ باہتر روڈ ٹیکسلا 838 کنال 14 مرلے رقبہ پر 1991 میں قائم کی گئی۔

(ب)

I) منی انڈسٹریل اسٹیٹ جی ٹی روڈ گوجر خان میں مندرجہ ذیل سائز کے پلاٹ بنائے گئے ہیں:۔

17.7 مرلے کے	32 پلاٹ
12.8 مرلے کے	59 پلاٹ
8.5 مرلے کے	56 پلاٹ
5.3 مرلے کے	36 پلاٹ
ٹوٹل	183 پلاٹ

II) سمال انڈسٹریز اسٹیٹ جھنگ باہتر روڈ ٹیکسلا میں مندرجہ ذیل سائز کے پلاٹ بنائے گئے ہیں:۔

4 کنال کے	41 پلاٹ
2 کنال کے	107 پلاٹ
ایک کنال کے	167 پلاٹ
10 مرلے کے	69 پلاٹ
ٹوٹل	384 پلاٹ

(ج)

I) منی انڈسٹریل اسٹیٹ جی ٹی روڈ گوجر خان میں ماربل پراسیسنگ، آئل ملز، مرچ مصالحہ جات، فرنیچر فکسچر، ٹائیلز بانڈ، پینٹ اینڈ کیمیکل، لائیٹ انجینئرنگ، کنفیکشنری اور فوڈ پراسیسنگ فیکٹریاں کام کر رہی ہیں۔

II) سمال انڈسٹریز اسٹیٹ جھنگ باہتر روڈ ٹیکسلا میں فوڈ پراسیسنگ، ماربل پراسیسنگ، فارماسوٹیکل، سٹون گرائینڈنگ، آئرن مینوفیکچرنگ، ہائیڈرالک انجن ریپیرنگ، پلاسٹک دانہ، آئل ری سائیکلنگ کی فیکٹریاں کام کر رہی ہیں۔

(د)

I) منی انڈسٹریل اسٹیٹ جی ٹی روڈ گوجر خان میں 8 سرکاری ملازم کام کر رہے ہیں۔

II) سمال انڈسٹریز اسٹیٹ جھنگ باہتر روڈ ٹیکسلا میں 6 سرکاری ملازم کام کر رہے ہیں۔

(ہ)

I) منی انڈسٹریل اسٹیٹ جی ٹی روڈ گوجر خان کی 10-2009 تاحال (31 اگست 2011) کی آمدن واخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:-

آمدن -/11,80,301 روپے اخراجات -/38,25,840 روپے

II) سمال انڈسٹریز اسٹیٹ جھنگ باہتر روڈ ٹیکسلا کی 10-2009 تاحال (31۔اگست 2011) کی آمدن واخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:-

آمدن -/34,86,527 روپے اخراجات -/15,51,102 روپے

ملتان روڈ لاہور کی حدود میں انڈسٹریل اسٹیٹس و دیگر تفصیلات

*10481: محترمہ فائزہ احمد ملک: کیا وزیر صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ملتان روڈ لاہور کی حدود میں کتنے انڈسٹریل اسٹیٹ یونٹ کہاں کہاں ہیں؟

(ب) ان کا رقبہ کتنا ہے اور ہر انڈسٹریل اسٹیٹ میں کتنے پلاٹ کس کس سائز کے ہیں؟

(ج) کس کس انڈسٹریل اسٹیٹ میں ابھی تک پلاٹ خالی پڑے ہیں ان کے نام اور پلاٹ نمبر بتائیں؟

(د) ہر انڈسٹریل اسٹیٹ پر کتنے سرکاری ملازم کام کر رہے ہیں؟

(ہ) ہر انڈسٹریل اسٹیٹ سے سال09۔2008، 10۔2009 اور11۔2010 کے دوران حکومت کو کتنی رقم کس کس مد سے ملی ہے اور حکومت نے ان سالوں کے دوران کتنی رقم ان انڈسٹریل اسٹیٹس پر خرچ کی؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ملتان روڈ لاہور کی حدود میں محکمہ ہذا نے کوئی انڈسٹریل اسٹیٹ قائم نہ کی ہے۔البتہ رائیونڈ سندر روڈ پر سمال انڈسٹریل اسٹیٹ II لاہور قائم کی ہے۔

(ب) اس کا کل رقبہ 910 کنال 10 مرلے ہے۔اس میں 4 کنال 2 کنال ایک کنال اور 10 مرلے کے پلاٹ قائم کئے گئے ہیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:-

-1	کیٹیگری اے 4 کنال	55 پلاٹ
-2	کیٹیگری بی 2 کنال	110 پلاٹ
-3	کیٹیگری سی 1 کنال	166 پلاٹ
-4	کیٹیگری ڈی 10 مرلے	17 پلاٹ

(ج) تمام پلاٹوں کی قرعہ اندازی کی جاچکی ہے اور کوئی پلاٹ خالی نہ ہے۔

(د) اس وقت مندرجہ ذیل سٹاف کام کر رہا ہے:۔

1)ڈپٹی ڈائریکٹر	1
2)سب انجینئر 1	
3)مالی	1
4)چوکیدار	1
5)سکیورٹی گارڈ	1

(ہ) مندرجہ بالا انڈسٹریل اسٹیٹ (Self Finance Scheme) No Loss/ No Profit کی بنیاد پر قائم کی گئی ہے اور اس مد میں محکمہ ہذا نے پلاٹوں کی الاٹمنٹ اور ترقیاتی مد میں مبلغ -/42,55,904روپے وصول کئے ہیں جو کہ اسٹیٹ ہذا کے ترقیاتی کاموں پر خرچ کئے جا رہے ہیں۔

غیر نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

گریڈ19 کی خالی اسامیوں واساتذہ کی سنیارٹی ودیگر مسائل کی تفصیلات

163: رائے صفدر عباس بھٹی: کیا وزیر صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹیوٹا کے زیر انتظام گورنمنٹ کامرس کالجز/کمرشل انسٹیٹیوٹس میں سکیل نمبر19 کی156 اسامیوں میں سے90 اسامیاں طویل عرصہ سے خالی ہیں اس کی کیا وجوہات ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹیوٹا کامرس کالجز اور کمرشل انسٹیٹیوٹس کے بہت سے ادارے پرنسپلز کے بغیر انتظامی اور مالی معاملات میں مسائل سے دوچار ہیں، لاکھوں روپے کے فنڈز ضائع ہو رہے ہیں اس غفلت اور کوتاہی کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹیوٹا حکومت پنجاب نے کامرس ونگ کے گریڈ18 کے اساتذہ کی فائنل سنیارٹی لسٹ ایک طویل عرصہ گزرنے کے باوجود جاری نہیں کی، التواء اور غفلت کے مرتکب افراد/آفیسرز نے ایسا کیوں رویہ اختیار کیا ہوا ہے ایوان کو آگاہ کریں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ سکیل نمبر19 کی90 خالی اسامیوں پر ٹیوٹا نے طویل انتظار سے ترقی کے مستحق اساتذہ کی پروموشن بلاجواز روکی ہوئی ہے، اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

(ہ) مدت ملازمت پوری کرنے کے بعد، ترقی کے مستحق اساتذہ بغیر ترقی حاصل کئے ریٹائر ہو رہے ہیں، ان کی اس حق تلفی کی تلافی کون کرے گا؟

(و) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ اساتذہ کی فائنل سنیارٹی لسٹ کب تک جاری کر دی جائے گی اور پروموشن کا عمل کب تک مکمل ہو گا، حتمی تاریخ طے کر کے ایوان کو مکمل تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ اس حد تک درست ہے کہ 156 میں سے 87 اسامیاں خالی پڑی ہوئی ہیں اور ان پر ضرورت کے تحت کرنٹ چارج کی بنیاد پر پرنسپلز اور چیف انسٹرکٹرز کی پروموشن BS-18 سے BS-19 وزیر اعلیٰ کی منظوری لیکر ایک سال کے لئے تقرری کی جاتی رہی ہے آرڈرز تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔ سنیارٹی لسٹ کے بغیر ریگولر پروموشن نہیں کی جا سکتی کیونکہ BS-18 کی سنیارٹی 03-08-31 کو کورٹ میں رٹ پٹیشن نمبر 982/2004 کے تحت چیلنج کر دیا گیا تھا۔ہائی کورٹ نے اپنے حکم تاریخ 15-12-2004 کو سنیارٹی BS-18 کو غیر قانونی قرار دیتے ہوئے کہا کہ سنیارٹی BS-18 (کامرس) نئی بنائی جائے۔آرڈرز تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔اب جبکہ ante dated پروموشن 4-Tier کے تحت 2008 میں مکمل ہو گئی ہے۔ tentative seniority بی ایس۔18 مورخہ 09-07-2009 کو جاری ہوئی اور اعتراضات موصول ہونے کے بعد فائنل سنیارٹی لسٹ مورخہ 02-12-2009 کو جاری کر دی گئی۔پروموشن کیس BS-18 سے بی ایس BS-19 بنا کر S&GAD کو مورخہ 14-12-2009 کو بھیج دیا گیا ہے اور جونہی PSB-II ان کی پروموشن کرے گی پرنسپلز کی خالی پوسٹیں پر کر دی جائیں گی۔

(ب) یہ درست نہ ہے کیونکہ پرنسپلز کی ریگولر پروموشن BS-19 سنیارٹی نہ ہونے کی وجہ سے نہیں ہوئی اور سینئر افسران کی پروموشن BS-19 کرنٹ چارج کی بنیاد پر کی گئی اور ان کو اداروں میں پرنسپل تعینات کیا گیا اور اداروں میں انچارج پرنسپل اور ڈی ڈی او لگایا گیا تاکہ انتظامی اور مالی معاملات خوش اسلوبی سے چلتے رہیں۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔Tentative Seniority بی ایس۔18 مورخہ 09-07-2009 کو جاری کی گئی اوراعتراضات موصول ہونے کے بعد فائنل سنیارٹی لسٹ 02-12-2009 کو جاری کر دی گئی تاخیر کی وجہ جواب(الف)میں بیان کر دی گئی ہے۔

(د) جواب(الف)میں بیان کر دیا گیا ہے۔

(ہ) یہ درست نہ ہے کیونکہ ریگولر پروموشن BS-19 نہ ہونے کی وجہ سے کرنٹ چارج کی بنیاد پر پروموشن ہوتی رہی ہے جس کی مثال فقیر محمد گوہیر سینئر انسٹرکٹر گورنمنٹ کالج آف کامرس بہاولپور ہے جن کو کرنٹ چارج کی بنیاد پر پروموشن دے کر ریٹائر کیا گیا۔

(و) فائنل سنیارٹی لسٹ مورخہ 02-12-2009 کو جاری کر دی گئی تھی پروموشن کیس مکمل کر کے S&GAD کو مورخہ 14-12-2009 کو بھیج دیا گیا ہے۔PSB-II کی میٹنگ کی تاریخ کے فیصلہ کا S&GAD کی طرف سے انتظار ہے۔

پنجاب فوڈ سٹمپ پروگرام کی بندش کی وجوہات

174: جناب امجد علی میو: کیا وزیر صنعت، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:
پنجاب میں فوڈ سٹمپ پروگرام کو کیوں اور کن وجوہات کی بناء پر بند کیا گیا وضاحت بیان کی جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

اس سلسلہ میں گزارش ہے کہ صوبے کے غریب اور نادار عوام کو مالی امداد دینے کے لئے حکومت پنجاب نے "پنجاب فوڈ سپورٹ سکیم" کا آغاز کیا ہے۔ جس میں صوبہ پنجاب کے لاکھوں مستحق خاندانوں کو ایک ہزار روپے ماہوار کے حساب سے امداد ان کے گھر کی دہلیز پر بذریعہ منی آرڈر فراہم کی جا رہی ہے۔ پنجاب فوڈ سپورٹ سکیم کو صاف و شفاف بنانے کے لئے حکومت نے بہت سے اقدامات کئے جن میں حقداروں کی نشاندہی کے لئے الگ الگ محکموں اور اداروں کو استعمال کیا جا رہا ہے تاکہ اس سکیم سے صرف مستحق افراد فائدہ اٹھائیں۔ فی الحال Data Cleansing، فیملی نمبر کے اندراج اور ایسے افراد جو دونوں سکیموں یعنی پنجاب فوڈ سپورٹ سکیم اور بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام، سے امداد حاصل کر رہے ہیں، ان کے ناموں کے اندراج کے لئے پنجاب فوڈ سپورٹ سکیم عارضی طور پر بند ہے۔

پنجاب فوڈ سپورٹ سکیم کے اگلے مرحلے میں صرف destitute کیٹیگری جس میں مستحقین کی تعداد تقریباً ساڑھے تین لاکھ بنتی ہے- باقی کے تقریباً دس لاکھ مستحقین کو مستقل بحال کرنے کے لئے تربیتی پروگرام وضع کیا جارہا ہے جس کے تحت امداد حاصل کرنے والوں کو TEVTA اور PVTC اداروں کے ذریعے مختلف شعبوں میں تربیت دے کر کاروبار یا نوکری کے قابل بنایا جائے گا-اس سکیم کو جلد ہی دوبارہ جاری کیا جارہا ہے-

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ندیم کامران صاحب!

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ راجہ ریاض صاحب جو اپوزیشن لیڈر ہیں انہوں نے کوشش تو یہ کی ہے کہ ماحول کو بہتر رکھا جائے اور to the point بات کی جائے لیکن جب یہ بات کرتے ہیں اور جس بات کی نفی کر رہے ہوتے ہیں وہ بات یہ خود کر رہے ہوتے ہیں۔ میں درخواست کروں گا کہ کوئی sensible آدمی کھڑا ہو کر بات کرے تو وہ جس بات کی نفی کرے وہ بات اس کو خود نہیں کرنی چاہئے۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: رانا تجمل حسین صاحب کے آخری الفاظ کو کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ بار بار کہا جاتا ہے کہ چیف منسٹر صاحب نہیں آتے یا وہ وزراء کے ساتھ بیٹھنا پسند نہیں کرتے تو میں سمجھتا ہوں کہ راجہ صاحب کو ایسی بات نہیں کرنی چاہئے۔ یہ خود دیکھیں کہ جو لوگ کام کر رہے ہیں اور جو صحیح طریقے سے کام کر رہے ہیں ان کو بجائے appreciate کرنے کے دوسری طرف involve نہیں کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں تیسری بات یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں بہت سی باتیں کی گئیں کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحبان کیوں ایسی بات کرتے ہیں یا کیوں ایسے جواب دیتے ہیں اس کو بھی مدنظر رکھا جائے۔ آپ نے خود انہیں بتا دیا ہے کہ ہمارے وزیر یا پارلیمانی سیکرٹری کو اتھارٹی ہے کہ وہ جواب دے سکتے ہیں۔ میں جناب سپیکر آپ کو appreciate کرتا ہوں کہ آپ نے ہدایت جاری کی ہے اور باقاعدہ کمیٹی بنانے کا اعلان کیا ہے۔ اگر اس میں کچھ کمی ہو گی تو اس کو fulfill کر دیا جائے گا۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ جی، راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف(راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں نے صرف یہ گوش گزار کیا تھا کہ جو وزیر اور پارلیمانی سیکرٹری ہیں اگر وہ proper تیاری کے ساتھ آئیں اور چیف منسٹر بھی House میں ہوں تو اس سے ماحول زیادہ بہتر ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر! جہاں تک آپ کی بات ہے تو ہم آپ کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں کہ ان کو جو جواب نہیں آتے آپ ان کی مدد کر کے ان کو سیدھا کر دیتے ہیں۔ آپ کی مہربانی اور شفقت پر ہم آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ ان کو بھی آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ یہ اتنے نالائق ہیں کہ ان کو اپنے محکمہ کی سمجھ کیسے آئے؟(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! محکمہ پر گرفت اس وقت ہوتی ہے جب سیکرٹری اپنے وزیر کی بات مانیں۔ ان کے سیکرٹری تو ان کا فون تک نہیں سنتے۔

جناب سپیکر! کل ایڈوائزری کمیٹی میں یہ طے پایا تھا کہ آج Cane Commissioner اور سیکرٹری خوراک کو بلایا جائے گا کیونکہ گنے کے زمیندار کو گنے کے وزن میں پنجاب حکومت کی مدد سے ٹیکہ لگایا جا رہا ہے اور پورے پنجاب کے زمینداروں کو فصل کی ادائیگی نہیں کی جا رہی۔ یہ دو اہم issues ہیں۔ اس وقت جتنی پنجاب میں شوگر ملیں ہیں وہ پنجاب کے موجودہ حکمرانوں، ان کے عزیزواقارب یا ان کے investors کی ہیں۔ اس معاملہ میں کل فوری طور پر فیصلہ ہوا تھا کہ آج وہ آئیں گے اور action لیا جائے گا۔ اس بارے میں مہربانی کریں۔

جناب سپیکر! ایک اور اہم معاملہ میں آپ کے سامنے لانا چاہتا ہوں کہ ڈی سی او فیصل آباد میاں صاحبان کا ذاتی ملازم ہے اسے ایک مجسٹریٹ سے بیسویں گریڈ میں ڈی سی او لگایا گیا ہے۔ وہ ان کا ذاتی نوکر ہے جو اپوزیشن کو نشانہ بنا رہا ہے۔ میں رانا ثناء اللہ کے علم میں لایا تھا کہ میرے بورڈ جو تین رنگ کے ہیں وہ ان کو اتار رہا ہے اور اتار کر غائب کر دیتا ہے۔ مجھے اس پر رانا ثناء اللہ خان صاحب نے کہا کہ آپ کا ایک بورڈ اتارا ہے وہ ٹریفک کے لئے مسئلہ تھا۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ اس پر کمیٹی بنائیں اگر وہ بورڈ ٹریفک کے لئے مسئلہ تھا تو آپ مجھے جو کہیں گے میں اس کو قبول کرنے کے لئے تیار ہوں۔ رانا صاحب نے کوئی کمیٹی نہیں بنائی بلکہ اب پھر اس نے میرے چھ بورڈ مزید اتارے ہیں، وہ ٹاؤن ایڈمنسٹریشن کو بھیجتا ہے جو جا کر میرے بورڈ اتار کر غائب کر دیتے ہیں۔ میں یہاں پر واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ان کو پاکستان پیپلز پارٹی کا تین رنگ کا نشان پسند نہیں تو یہ جدہ چلے جائیں اس ملک میں تین رنگ کا نشان رہنا ہے۔ اگر ان کو یا ان کے گماشتوں کو تین رنگ کے بورڈ سے اتنی نفرت ہے تو پھر یہ تین

رنگ کا بورڈ اس ملک کے ہر کونے میں لگا ہوا ہے اور انشاء اللہ لگا رہے گا۔آج کے بعد اگر پنجاب کے ان سرکاری گماشتوں نے جو انہوں نے اس کام کے لئے وہاں لگائے ہوئے ہیں کہ آپ اپوزیشن کو دیوار کے ساتھ لگائیں تو میں ان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم پرویز مشرف اور ضیاء الحق سے نہیں ڈرے تو یہ کس باغ کی مولی ہیں۔یہ وہ ہیں جو خود بھاگ گئے کیا یہ ہمیں ڈرالیں گے۔(قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: آپ سب تشریف رکھیں۔اس کا جواب وزیر قانون دیں گے۔جی، راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!اس ملک کی سڑکوں پر ہم ڈنڈے کھا رہے تھے اور مسلم لیگ (ن) کی قیادت صندوق لے کر، باورچی اور ذاتی ملازم لے کر راتاشناء اللہ کو تنہا چھوڑ کر جدہ چلے گئے تھے۔ہم اس وقت بھی نہیں ڈرے تھے۔پنجاب حکومت اپوزیشن کے خلاف جو اقدامات کر رہی ہے میں یہاں پر آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ یہ اس طرح کے اقدامات سے پرہیز کریں اس طرح کوئی نہیں دبے گا۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر!میری یہ گزارش ہے کہ وزیر قانون نے ان کو اشارہ کیا ہے کہ وہ ایسا کریں لیکن کبھی غلطی سے چیف منسٹر نے بھی اس Houseمیں آجانا ہے تو اس دن پھر آپ ذمہ دار ہوں گے کیونکہ ہماری زبانوں پر تالے نہیں لگے ہوئے اور ہم کوئی میاں محمد شہباز شریف سے دانے نہیں لیتے۔اِن کو ڈر ہوگا مگر ہمیں اُن کا کوئی ڈر نہیں ہے۔اگر یہ ہمارا احترام نہیں کریں گے تو ہم بھی اُن کا احترام نہیں کریں گے۔ہمیں ڈرانے اور دھمکانے کی یہ کوشش نہ کی جائے کیونکہ اِن کو اس کوشش سے ذلت اور رسوائی کے علاوہ کچھ نہیں ملے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: راجہ صاحب!بہت شکریہ

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!میری آپ سے گزارش ہے کہ میرے جو بورڈ اتارے گئے ہیں۔۔۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!آپ House in orderکرائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ان کو بات کر لینے دیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اُن کو بات کرنے نہیں دی جا رہی۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے کہہ دیا ہے۔ جی، راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میرے جو سائن بورڈ اتارے گئے ہیں جس حوالے سے رانا ثناء اللہ صاحب نے بھی کہا ہے کہ ٹریفک کے مسائل تھے۔ آپ اس House کی کمیٹی مقرر کریں جو وہاں پر جا کر دیکھے اور میرے جو سائن بورڈ اتارے گئے ہیں وہ دوبارہ سے ڈی سی او سے لگوائے جائیں اور اُن کے خلاف action لیا جائے۔ میری دوسری گزارش یہ ہے کہ 80 لاکھ روپے کے فنڈز کے بارے میں کل آپ نے ٹائم دیا ہوا ہے لہذا کل کے لئے آپ ایڈوائزری کمیٹی کا اعلان کریں کیونکہ آپ نے وعدہ کیا ہوا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وہ already announced ہے کہ کل میٹنگ ہونی ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! کل کی میٹنگ میں آپ 80 لاکھ روپے کے فنڈز کا ہمیں فائنل فیصلہ دیں تاکہ ہم اپوزیشن والے اُس پر اپنا کوئی لائحہ عمل بنا سکیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، لاء منسٹر صاحب! آپ کچھ کہنا چاہیں گے؟

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں وقفہ سوالات کے متعلق ایک چھوٹی سی گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منڈا صاحب! وقفہ سوالات تو ختم ہو گیا ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے لیکن میں اس سے متعلق ایک عرض کرنا چاہتا ہوں۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ایک تو House in order نہیں ہے اور دوسرا جس طرح House میں اخبار پڑھنا allowed نہیں ہے اسی طرح House میں کچھ کھانا بھی allowed نہیں ہے لہذا آپ اس پر کارروائی کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میں دیکھ لیتا ہوں مگر تمام ممبران کو Rules کا پتا ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اپنے تمام ممبران سے ایک گزارش کرنا چاہوں گا کہ تمام ممبران بڑی محنت کے ساتھ سوالات تیار کر کے اسمبلی میں properly جمع کراتے ہیں لیکن بڑے افسوس کی بات یہ ہے کہ اپوزیشن کے دو تین specific ممبر اور ایک دو ہمارے حکومتی بنچوں کے ساتھی ہیں انہوں نے چھ چھ اور آٹھ آٹھ ضمنی سوال کئے ہیں جبکہ اسمبلی rule اور ایک پالیسی طے ہو چکی ہے کہ تین سے زیادہ ضمنی سوال نہیں ہو سکتے مگر آج چھ چھ اور آٹھ آٹھ ضمنی سوال ہوئے ہیں۔ میں نے یا باقی جن دوستوں نے ایک یا دو سال پہلے سے اپنے سوال جمع کرائے ہوئے ہیں اور اُن پر ضمنی سوال کر کے محکمے کا جواب لینا چاہتے تھے لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ چھ سات سوالوں سے آگے بات نہیں چل سکی۔ جب ہم rule of law اور اسمبلی rules کی بات کرتے ہیں یا اس کی supremacy کی بات کرتے ہیں تو پھر گریجویٹ اسمبلی کو کم از کم اتنا پتا ہونا چاہئے کہ material کیا ہے؟

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں ایک آئینی بات کرنا چاہتا ہوں کہ فنڈز اور بورڈ کوئی legal بات ہے اور نہ ہی اس پر کسی کا قانونی حق ہے۔ اگر کسی نے بورڈ اتارے ہیں تو غلط کیا ہے لیکن پھر بھی کسی نے بورڈ لگوانے ہیں تو بے شک کئی بار لگوائیں۔ فنڈز مہیا کرنا حکومتِ وقت کی ذمہ داری ہوتی ہے اور ممبران کی ذمہ داری صرف یہ ہے کہ وہ صرف identify کریں کیونکہ فنڈ کسی کا اپنا نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر! ایک بات میں یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ جس طرح یہ بات کرتے ہیں کہ وزیراعلیٰ صاحب اجلاس میں لازمی آئیں تو میں عرض کروں گا کہ [*********]

جناب قائم مقام سپیکر: منڈا صاحب! تشریف رکھیں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! [*********]

جناب قائم مقام سپیکر: تشریف رکھیں۔ اِن کا مائیک بند کیا جائے۔

چودھری شوکت محمود بسراء(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اِس کا مائیک بند کیا جائے ورنہ ہم کروادیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منڈا صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔ براہِ مہربانی House کے ماحول کو بہتر رکھیں۔ اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر صفحہ نمبر 171 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، تحاریک استحقاق کے بعد ٹائم دوں گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! منڈا صاحب نے جو باتیں کی ہیں ہم اس کا جواب دیں گے پھر House چلے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! تحاریک استحقاق کے بعد کر لینا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! منڈا صاحب نے جو باتیں کی ہیں اُن باتوں کا منڈا صاحب ہم سے جواب لیں گے پھر ہی یہ House چلے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ پلیز تشریف رکھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ وہ پیپلز پارٹی کی قیادت کو blame کر کے انگلی اٹھا کر اپنا قد بڑھا لے گا تو اِس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ ساڑھے تین فُٹ کا انسان زرداری صاحب کی سیاسی شخصیت کو چیلنج کرتا ہے مگر اسے اپنی قیادت کا پتا نہیں ہے جو ایک رات بھی جیل میں نہیں نکالتے اور جدّہ جا کر سانس لیتے ہیں۔ اس نے زرداری صاحب کی بیماری کے بارے میں بات کی ہے تو اگر [*********] آپ ایسے لوگوں کو بات کرنے کی اجازت دے کر جمہوریت کا مذاق اڑاتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! آپ کا پوائنٹ آ گیا ہے لہٰذا اب آپ تشریف رکھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! بڑے شرم کی بات ہے کہ صدر Federation کی علامت ہیں اور ڈیڑھ فُٹ کا شخص اُن کی ذات پر بات کرتا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: حسن مرتضیٰ صاحب! تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: جناب سپیکر! ہم ایسی بات نہیں کر رہے جس طرح یہ کہہ رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں معزز ممبران سے گزارش کروں گا کہ House کے اندر ماحول بہتر رکھا کریں۔

---

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر صفحہ نمبر 171 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف جب لندن میں علاج کرانے جاتے ہیں تو ہم نے کبھی اُن کے متعلق بات نہیں کی۔ آپ نے اس شخص کو یہاں اجازت دے کر Houseکا ماحول خراب کرنے کی کوشش کی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پلیز تشریف رکھیں۔ تمام ممبران تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈیویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! اِن سے پوچھیں کہ کیا یہ اپنے لیڈر کی عیادت کرنے دبئی گئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: تشریف رکھیں۔ قائد حزب اختلاف بات کرنا چاہ رہے ہیں۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! یہ کیا بات کر رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ کیا آپ کو میری بات کی سمجھ آ رہی ہے؟ تشریف رکھیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آپ کے سامنے یہ سارا واقعہ ہوا ہے مگر ہم نے ایسی کوئی بات نہیں کی۔ یہ ایڈوائزری کمیٹی میں بھی طے ہوا تھا کہ قیادت کے متعلق کوئی بات نہیں کی جائے گی۔۔۔

(اس مرحلہ پر چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ)
اور محترمہ انجم صفدر اپنی اپنی سیٹ پر کھڑے ہو گئے)

جناب قائم مقام سپیکر: منڈا صاحب! پلیز خاموش رہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اگر آپ سے اپنے ممبران نہیں سنبھالے جاتے تو ہم باہر چلے جاتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بسراء صاحب! یہ اور آپ سب میرے ممبران ہیں لہذا اس طرح کی غلط بات نہ کریں۔ پلیز تشریف رکھیں۔ جی، راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہوگی کہ تمام الفاظ جو ممبر موصوف نے فرمائے ہیں وہ حذف کئے جائیں کیونکہ قیادت کے بارے میں اس طرح کی باتیں کرنا مناسب نہیں ہے۔ اگر ہم بات کریں گے تو پھر بات بڑھے گی۔ میری آپ سے گزارش صرف یہ ہے کہ آپ Houseکے ماحول کو بہتر رکھنے کے لئے یہ اقدام کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں معزز ممبران سے یہ گزارش کروں گا کہ اس طرح کی بات نہیں کرنی چاہئے۔ صدر صاحب کی طبیعت کے متعلق اللہ تعالیٰ کی ذات بہتر جانتی ہے لہذا کسی کی صحت پر سیاست نہیں کرنی چاہئے۔ لاء منسٹر صاحب!آپ حکومتی بنچوں پر بیٹھے ساتھیوں کو سمجھائیں کہ اس طرح personal نہ ہوا کریں اور جو بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں فیصلہ ہوا تھا اُس کو follow کریں اور اس اسمبلی کے decorum کا خیال رکھیں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): شکریہ۔ جناب سپیکر! جب یہ بات راجہ صاحب نے کی تھی تو میں نے بڑے اچھے طریقے سے explain کرنے کی کوشش کی تھی۔ جب انہوں نے یہ بات کی تھی جس کی اب یہ خود نفی کر رہے ہیں تو یہ بات وہاں سے چلی کہ جب انہوں نے کہا کہ وزیر اعلیٰ یہاں پر آ کر ان لوگوں کے ساتھ بیٹھنا پسند نہیں کرتے اور بدبو آتی ہے۔ انہوں نے قیادت کے متعلق بات کر کے start لیا اور میں نے یہی بات کی تھی کہ آپ ایسی بات نہ کریں جس کی آپ کو خود بعد میں نفی کرنا پڑے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس لحاظ سے یہ بات طے شدہ ہے اور تمام معزز ممبران کو اسے adopt بھی کرنا چاہئے اور اس کے مطابق عمل بھی کرنا چاہئے تو پھر جو بات شروع کرتا ہے اسے پہلے خیال کرنا چاہئے تاکہ دیگر بھی اسے follow کر سکیں۔ شکریہ

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ صاحب ایوان میں آیا کریں کیونکہ وزیر اعظم تقریباً ہر اجلاس میں آتے ہیں۔ اگر ہم یہ مطالبہ کرتے ہیں تو کیا یہ غلط ہے اور کیا یہ غیر جمہوری ہے یا غیر آئینی ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہم نے مطالبہ کیا ہے کہ وہ یہاں پر آئیں، یہاں بیٹھیں تو ماحول بہتر ہوگا اور صوبے کی حکومت بہتر طور پر performance دے سکے گی۔ اب جو باتیں ہم کر رہے ہیں یہ وزیر اعلیٰ تک نہیں پہنچ رہیں یا سوال اور جواب اور لاء اینڈ آرڈر پر ہونے والی بحث کو وہ اپنے کانوں سے سنیں تو یقیناً اس میں بہتری آ سکتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہاں پر باتیں ساری کریں لیکن personal attack کوئی نہ کرے یعنی اس اسمبلی کا decorum اس وقت رہ سکتا ہے کہ issues پر آپ بالکل بات کریں کیونکہ یہ آپ کا حق ہے۔

اگر ہم personal attacks نہیں کریں گے تو یہ ایوان اچھے طریقے سے چلے گا۔ جو جو باتیں دونوں طرف سے آئی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ شائستگی سے گری ہوئی ہیں تو انہیں میں دیکھ کر کارروائی سے حذف کروادوں گا۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! کمیٹی کے بارے میں بھی فیصلہ کر دیں۔

تحاریک استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر: راجہ صاحب! ماحول تھوڑا سا ٹھنڈا ہو جائے تو میں ابھی فیصلہ کرتا ہوں کیونکہ یہ میری ذمہ داری ہے اور اسے ابھی کرتے ہیں۔ اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ مہر ارشاد احمد خان سیال صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 67 جو کہ 12-09-11 کو پیش ہوئی تھی جو کہ لاء منسٹر صاحب! جواب کے لئے pending تھی۔

ڈی پی او مظفر گڑھ کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز روّیہ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک استحقاق نمبر 67 مہر ارشاد احمد خان سیال صاحب کی ہے جس کا جواب موصول ہو گیا ہے۔ اگر محرک اس جواب سے مطمئن نہیں ہیں تو اسے کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ارشاد سیال صاحب! آپ نے اس کا جواب دیکھ لیا ہے؟

مہر ارشاد احمد خان سیال: جناب سپیکر! میں نے جواب نہیں دیکھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اسے دیکھ لیں اور کل ہم اسے دیکھ لیں گے۔

مہر ارشاد احمد خان سیال: جناب سپیکر! میری ایک گزارش ہے کہ اس تحریک کو پیش کئے ہوئے پانچ مہینے ہو گئے ہیں۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں اور سب سے پہلی تحریک التوائے کار نمبر 1397/11 محترمہ زوبیہ رباب ملک، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی اور انجینئر شہزاد الہیٰ کی طرف سے move ہو چکی ہے جو کہ pending کی گئی تھی۔ جی، رانا صاحب!

ڈائریکٹر انسٹیٹیوٹ آف بزنس اینڈ مینجمنٹ انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور کے بجٹ میں خُورد بُرد

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 1397/11 کا جواب موصول ہو گیا ہے جو اس طرح سے ہے کہ یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور کی انتظامیہ کے مطابق انسٹیٹیوٹ آف بزنس اینڈ مینجمنٹ (یو ای ٹی) میں مئی 2009 کو شروع ہوا جو کہ کسی بھی طرح پبلک فنڈ سے نہیں چل رہا اور کلی طور پر مالی اور اپنے وسائل خود طلباء کی فیس سے ادا کر رہا ہے۔ اس کے انتظامی معاملات کے لئے باقاعدہ ایک Executive Committee ہے جس کے چیئرمین وائس چانسلر بذات خود ہیں۔ IBM کو چلانے کے لئے یونیورسٹی سینڈیکیٹ نے باقاعدہ قوانین کا ایک مجموعہ باضابطہ طور پر منظور کیا ہے اور ادارہ ان پالیسی و قوانین اور دیئے گئے قانونی اور انتظامی ڈھانچے کے تحت وائس چانسلر کی تحریری اجازت اور احکامات کی روشنی میں چلایا جا رہا ہے۔ اس کا باقاعدہ بجٹ ہے جو ہر سال انتظامی کمیٹی میں زیر بحث آتا ہے اور اس کے بعد پاس ہوتا ہے۔ تمام اخراجات اس بجٹ میں دی گئی متعلقہ حد کے اندر رہ کر ریذیڈنٹ ایڈیٹر سے pre audit کروائے جاتے ہیں۔ یونیورسٹی کا external audit پچھلے ایک ماہ سے ہو رہا ہے جس کی رپورٹ آنے پر پیش کر دی جائے گی۔ اس سلسلہ میں محرک کے جو تحفظات ہیں تو یونیورسٹی حکام کا موقف ہے کہ Report is not based on facts.

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1400/11 محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کی طرف سے move ہو چکی ہے جو جواب کے لئے pending ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب ابھی نہیں آیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: کب تک اسے pending کریں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اسے آئندہ ہفتے کے لئے pending کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اسے آئندہ ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد چودھری ظہیر الدین خان اور محترمہ آمنہ الفت کی تحریک التوائے کار نمبر 1415/11 ہے۔ چونکہ دونوں موجود نہیں ہیں اس لئے اسے بھی آئندہ ہفتے کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے نمبر 1449/11 محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی طرف سے move ہو چکی ہے جس کا جواب آنا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اسے آئندہ ہفتے کے لئے pending کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کا جواب نہیں آیا لہذا اسے بھی آئندہ ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1454/11 محترمہ سیمل کامران اور چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی طرف سے move ہو چکی ہے جس کا جواب آنا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب بھی موصول نہیں ہوا لہذا اسے بھی آئندہ ہفتے کے لئے pending کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اسے بھی next week کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1467/11 چودھری عامر سلطان چیمہ اور محترمہ سیمل کامران صاحبہ کی طرف سے move ہو چکی ہے اور جواب کے لئے pending ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا بھی ابھی جواب نہیں آیا اس لئے اسے آئندہ ہفتے کے لئے pending کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اسے بھی next week کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1494/11 محترمہ سیمل کامران، چودھری عامر سلطان چیمہ اور محترمہ قمر عامر چودھری کی طرف سے move ہو چکی ہے اور جواب کے لئے pending ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا بھی ابھی جواب نہیں آیا اس لئے اسے آئندہ ہفتے کے لئے pending کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اسے بھی next week کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اب تحریک التوائے کار نمبر 1522/11 سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی ہے۔

پی پی۔233 مجاہد کالونی بورے والا میں غیر قانونی فلور ملوں اور ماربل فیکٹریوں سے اہل علاقہ کو پریشانی کا سامنا

سردار خالد سلیم بھٹی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے حلقہ پی پی۔233 میں محکمہ تحفظ ماحولیات کے اعلیٰ افسران نے غیر قانونی طور پر بنی فلور مل، ماربل فیکٹریوں کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی ہے۔ تفصیل یوں ہے کہ مجاہد کالونی بورے والا شہر کے گردونواح سڑکات کے کنارے خالی پلاٹوں پر قبضہ کر کے وہاں فیکٹریاں قائم کی گئی ہیں۔ ان فیکٹریوں کے گندے پانی کا کوئی نکاس نہ ہے۔ وہ پانی مجاہد کالونی کے اطراف میں پھیل گیا ہے جس سے علاقہ ایک جوہڑ کا منظر پیش کر رہا ہے۔ اس پانی کی وجہ سے علاقے میں موذی امراض پھیل رہے ہیں۔ ان فیکٹریوں کو قانون کے مطابق نہ لگایا گیا ہے۔ سب فیکٹریاں محکمہ تحفظ ماحولیات اور دیگر متعلقہ محکمہ کی ملی بھگت سے لگائی گئی ہیں۔ جب اہل علاقہ نے اعلیٰ حکام کو محکمہ تحفظ ماحولیات کے بارے شکایت کی تو انہوں نے غیر قانونی فیکٹریاں لگانے کا کھلے عام پرمٹ دیا ہوا ہے تو انہوں نے مجاہد کالونی کے باسیوں کو ہراساں کیا کہ انہوں نے ان فیکٹریوں کے خلاف کیوں آواز اٹھائی ہے۔ اہل علاقہ کے مکینوں نے مطالبہ کیا ہے کہ ان فیکٹریوں کو مجاہد کالونی سے فوری طور پر باہر منتقل کیا جائے اور ان افسران و اہلکاران کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جائے جنہوں نے جان بوجھ کر فلور ملوں، ماربل فیکٹریوں کے خلاف کارروائی کیوں نہ کی ہے اور ان فیکٹریوں کے قبضہ سے سرکاری زمین بھی واگزار کروائی جائے جن میں فیکٹریاں قائم

ہیں۔یہ معاملہ اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب نہیں آیا اس لئے next week کے لئے pending کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اسے next week کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1523/11 بھی سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی ہے۔

حلقہ پی پی۔233 بورے والا شہر کی سڑکیں متعلقہ محکمہ کی عدم توجہی کی بناء پر ٹوٹ پھوٹ کا شکار

سردار خالد سلیم بھٹی: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے حلقہ پی پی۔233 تحصیل بورے والا شہر میں ترقیاتی کام نہ ہونے کے باعث شہر کھنڈرات کا منظر پیش کر رہا ہے۔ شہر بھر کی کوئی بھی ایسی سڑک نہ ہے جو ٹوٹ پھوٹ کا شکار نہ ہو۔ سیوریج سسٹم بھی بالکل تباہ و برباد ہو چکا ہے۔ میں متعدد مرتبہ اعلیٰ حکام کے علم میں یہ بات لایا کہ وہ شہر بورے والا کے باسیوں پر رحم کریں اور ان کو جینے کا حق دیں۔ اس پر میونسپلٹی سمیت دیگر محکموں کے افسران نے جائزہ رپورٹ بھی دی کہ مچھلی بازار، کالج روڈ، عظیم آباد روڈ، ایم بلاک، ایچ بلاک (امام بارگاہ روڈ) عارف والا بازار، جوئیہ بازار، وہاڑی بازار اور 435 روڈ انتہائی خراب ہیں اور سڑکات پر آمد و رفت دشوار ہے۔ یہی نہیں شہر بھر کا تمام سیوریج سسٹم بھی ناکارہ ہو چکا ہے۔ تمام سڑکات پر سیوریج کا گندا پانی تیرتا ہوا نظر آتا ہے جس کے باعث کالج و سکول جانے والے طلباء و طالبات کو گزرتے وقت شدید دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بلدیہ بورے والا کی عدم توجہی کے باعث اہل علاقہ سراپا احتجاج بنے ہوئے ہیں اور صوبائی حکومت نے بھی بورے والا شہر کے لئے کوئی ترقیاتی کاموں کے فنڈز مہیا نہ کئے ہیں۔ شہر بھر کے باسیوں نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ ان کی حالت پر رحم کھائیں اور شہر بھر کی سڑکات اور سیوریج سسٹم کے لئے فنڈز مہیا کریں۔ یہ معاملہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! چونکہ یہ دونوں تحاریک ایک جیسی ہی ہیں لہٰذا اس کو بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ اگلے ہفتے تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1524/11 سردار خالد سلیم بھٹی کی ہے۔

بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی کی ناقص امتحانی پالیسی کی بناء پر بورے والا کامرس کالج کے طلباء کی تعداد میں مسلسل کمی اور شدید مشکلات کا شکار

سردار خالد سلیم بھٹی: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی کی ناقص پالیسی اور صوبہ بھر کی دوسری یونیورسٹیوں کے مقابل مختلف کورس ہونے کی وجہ سے گورنمنٹ کامرس کالج بورے والا کے طلباء شدید مشکلات کا شکار ہیں۔ تفصیل یوں ہے کہ گورنمنٹ کامرس کالج کی کارکردگی کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہر آنے والے سال کی کارکردگی پہلے سال کی نسبت کم ہو رہی ہے اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی آئے دن امتحانات کے طریق کار میں تبدیلی کر دیتی ہے اور طلباء کو جو کورس پڑھایا جاتا ہے وہ دوسری یونیورسٹیوں کے مقابل مختلف ہوتا ہے اور انتہائی مشکل بھی، جس کے باعث طلباء اپنے کالج سے ریگولر داخلہ بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی کی بجائے صوبہ کی دوسری یونیورسٹیوں میں پرائیویٹ بھیج دیتے ہیں۔ اس طرح کالج کی امتحانی شرح بتدریج کم ہو رہی ہے۔ سال 09-2008 میں طلباء کی تعداد 220 سے 230 تھی، وہ اب کم ہو کر 74 رہ گئی ہے اور جب داخلہ بھجوایا گیا تو صرف 14 طلباء رہ گئے۔ اس سال 11-2010 میں 64 داخل ہوئے اور جب امتحانی داخلہ بھجوایا گیا اس وقت صرف 35 رہ گئے۔ اس پر اہل علاقہ نے مطالبہ کیا ہے کہ بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی طلباء کو پڑھائے جانے والے کورسز پنجاب کی دیگر یونیورسٹیوں کے برابر کیا جائے اور امتحان کے لئے وہی طریقہ اختیار کیا جائے جیسا کہ پنجاب یونیورسٹی یا دیگر یونیورسٹیوں میں رائج ہے۔ ایسی صورتحال میں کامرس کالج میں داخلے کم ہو رہے ہیں اور یہ امکان ظاہر کیا جا رہا ہے کہ اگر بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی نے امتحانی معیار دیگر یونیورسٹیوں جیسا نہ اپنایا تو ایسا نہ ہو کہ گورنمنٹ کامرس کالج بورے والا بند ہو جائے۔ یونیورسٹی کی ناقص پالیسی اور فرسودہ

طرز تعلیم کے باعث طلباء میں شدید بے چینی پائی جاتی ہے اس لئے ضروری ہے کہ اسمبلی فوری دخل اندازی کرے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان کی رپورٹ کے مطابق ہائر ایجوکیشن کمیشن اسلام آباد کا نیا تیار کردہ سلیبس برائے بی کام کو ان کی ہدایت پر اس یونیورسٹی کے ملحقہ کالجوں میں سیشن 10-2009 سے لاگو کیا گیا۔ اس سلیبس کا معیار سالانہ سسٹم امتحانات سے بہتر پایا گیا جس کی وجہ سے اس کو یونیورسٹی میں لاگو کیا گیا لیکن یہ سلیبس جو کہ یقیناً دوسری یونیورسٹیوں سے مختلف اور مشکل تھا۔ مورخہ 2010-12-20 کو ملحقہ کالجوں کے پرنسپلز اور یونیورسٹی حکام کے مابین ایک اجلاس منعقد کیا گیا جس میں مذکورہ مسئلہ بھی زیر غور لایا گیا۔ اس پر کافی غور و خوض کے بعد طے پایا کہ چونکہ یونیورسٹیوں میں سالانہ امتحانی نظام رائج تھا اور طلباء دوسری یونیورسٹیوں میں جانے لگے جس کی وجہ سے ملحقہ کالجز میں تعداد کم ہونے لگی اس لئے طے پایا کہ سیشن 11-2010 سے ٹرم سسٹم کی بجائے سالانہ نظام امتحانات رائج کیا جائے تاکہ طلباء دوسری یونیورسٹیوں میں نہ جائیں اور ان کو پیش آنے والی مشکلات کو ختم کیا جا سکے۔ اس اجلاس کے فیصلے کے مطابق دوبارہ سالانہ امتحانات کا نظام لاگو کرنے کا باقاعدہ نوٹیفکیشن مورخہ 2011-1-11 کو جاری کیا گیا جس کے تحت اب سالانہ نظام امتحانات لاگو ہے۔ نوٹیفکیشن کی کاپی جواب کے ساتھ لف ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے، اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار 1525/11 سردار خالد سلیم بھٹی کی ہے۔

حلقہ پی پی-233 بورے والا کے کسانوں کو موگہ جات کے بارے میں پیچیدہ طریق کار سے پریشانی کا سامنا

سردار خالد سلیم بھٹی: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے حلقہ پی پی-233 میں کسانوں کو اپنی زمینوں کو سیراب کرنے کے لئے انتہائی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جب ایک زمیندار اپنی فصل کو سیراب کرنے کے لئے اضافی موگہ اور موجودہ موگہ جات کے بارے

میں کوئی شکایت کرتا تھا تو وہ اپنے متعلقہ XEN کو درخواست دیتا تھا۔ جس پر محکمہ آبپاشی آسان طریقہ سے کارروائی کر کے معاملہ حل کر دیتا تھا۔ اب محکمہ آبپاشی نے اپنے رولز میں اس طرح تبدیلی کر دی ہے کہ ایک کسان کے لئے اپنی فصلوں کو سیراب کے لئے اضافی موگہ یا پہلے سے موجودہ موگہ جات کے بارے میں کوئی شکایت ہو تو وہ مسئلہ کبھی حل ہی نہیں ہو پاتا اور اس طرح سیزن گزر جاتا ہے۔ نئے طریق کار کو ملاحظہ فرمائیں۔ محکمہ آبپاشی نے زمیندار کی موگہ جات پر شکایت کے طریق کار کو تبدیل کر کے انتہائی دشوار اور مشکل بنا دیا ہے جس سے زمیندار کی شکایت پر عملدرآمد ہوتے ہوتے تین سے چار ماہ کا عرصہ لگ جاتا ہے۔ زمیندار پہلے اپنی درخواست XEN کو دیتا ہے وہ اس درخواست کو مارک کرتا ہے اور رپورٹ طلب کرتا ہے اور پھر یہی درخواست SDO کو موگہ کی رپورٹ کے لئے بھیج دی جاتی ہے۔ اس پر مطلوبہ آفیسر درخواست ایک ایک ہفتہ تک اپنے پاس رکھنے کے مجاز ہیں۔ پھر یہ درخواست دوبارہ SE کو جاتی ہے۔ وہ بھی ایک ہفتہ تک درخواست رکھتا ہے۔ حتیٰ کہ ہر مرحلہ پر ہر آفیسر کے پاس درخواست ایک ایک ہفتہ تک پڑی رہتی ہے اور رپورٹ ملنے کے بعد چیف کے پاس جاتی ہے۔ اس طرح چیف اس درخواست پر 21 دن تک رکھنے کے مجاز ہیں اور اس پر وہ Programme Missing Implements Unit (PMIU) کو بھجواتا ہے کہ چیک کر کے رپورٹ دیں۔ قصہ مختصر تین ماہ تک درخواست کبھی اوپر اور کبھی نیچے گردش کرتی ہے۔ پھر چیف صاحب کی صوابدید ہے کہ وہ درخواست کو منظور کریں یا نامنظور کریں۔ اس طرح ایک کسان کو اپنا مطلوبہ موگہ سے اپنی فصل کی کاشت کے لئے اضافی پانی ملتا ہے اور نہ ہی شکایت پر کوئی حل نکالا جاتا ہے۔ اس طرح کے پیچیدہ معاملہ سے کسان بے حد پریشان ہے۔ اس معاملہ کو حل کرنے کے لئے اسمبلی دخل اندازی کرے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار نمبر 1525 ہے۔ محکمہ میں موگہ جات کے سائز میں تبدیلی اس قدر عام ہو چکی تھی کہ پانی کی چوری کو جائز رنگ دینے کے لئے موگہ جات کی اقسام تبدیل کرنے کا سہارا لیا جاتا تھا اور کچھ دفاتر میں یہ کام اس قدر تجارتی پیمانے پر کیا جاتا تھا کہ اس کا ضروری ریکارڈ بھی نہیں رکھا جاتا۔ حتیٰ کہ کچھ دفاتر میں موگہ جات کے غلط ڈیزائن کو درست کرنے کے لئے اگر کوئی کارروائی کی جاتی تو اس علاقے کے زمینداران عدالتوں کا سہارا لے کر حکم امتناعی لے لیتے۔ اس طرح محکمہ مزید کارروائی نہیں کر پاتا تھا۔ مورخہ 3۔جون 2010 کو بحوالہ چٹھی

نمبرPMIU/SIP/14814 کی ہدایات اریگیشن ریونیو مینوئل کی دفعہ 10/3A پر عملدرآمد کرنے کے لئے جاری کی گئی ہیں تاکہ قانون پر عملدرآمد یقینی بنایا جاسکے اور موگہ جات کے ڈیزائن کی تبدیلی میں غیر قانونی طریق کار کے ذریعے پانی چوری کی روک تھام کی جاسکے۔اس میں PMIU کا role اس قانون پر عملدرآمد یقینی بنانا ہے۔PMIU کے چیک کرنے سے اس میں کوئی تاخیر نہیں ہوتی بلکہ اس سے شکایات کا خاتمہ ہوا ہے۔

جناب سپیکر! یہ پانی کی چوری اور موگوں کے ڈیزائن میں through corruption تبدیلی کو روکنے کے لئے اس طریق کار کو اختیار کیا گیا ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! طریق کار چاہے یہی رکھ لیں مگر درخواست کو ہر آفیسر ایک ایک ہفتہ اور 21,21 دن قانوناً رکھ سکتے ہیں۔اگر میں پانی کم کرنے یا بڑھانے کے لئے درخواست دیتا ہوں اور مجھے جواب "ہاں" میں ملے اور نہ ہی "ناں" میں ملے تو وہ سیزن تو ختم ہو جائے گیا۔اس طرح گندم یا دھان کی فصل کے لئے مجھے وہ چیز تو نہ مل سکی جو میں چاہتا تھا۔پھر مجھے درخواست دینے کا فائدہ کیا ہے؟ یہ چار مہینے کے process کو اگر ہم تھوڑا سا کم کر لیں اور درخواست کے لئے ایک ٹائم مقرر کر دیں کہ جب کوئی کاشتکار درخواست دیتا ہے تو within one week or 15 days اس کا فیصلہ ہونا چاہئے۔ہر آدمی چور نہیں ہوتا، کسی چوری کے سلسلے کے لئے یہ قانون بنایا گیا تو شریف آدمی کے لئے بھی اس میں تھوڑی سی ترمیم کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ ایک سسٹم ہے اور اس کے اندر اگر اس کو speed up کر دیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معاملہ یہ ہے کہ اس میں ایک week اجازت نہیں ہے، پابندی ہے کہ ایک week سے زیادہ وہ اپنے پاس نہیں رکھ سکتے، اس کے اندر انہوں نے فیصلہ کرنا ہے اور وہ فیصلہ دوسرے دن بھی کر سکتے ہیں بلکہ اسی روز بھی کر سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بھٹی صاحب!

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! یہ تو ایک ایک مہینہ اسی بہانے میں لگ جاتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بھٹی صاحب! اس میں ان کی بات بھی ٹھیک ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میں نے request کی ہے کہ مہربانی کریں اس میں تھوڑی سی ترمیم کر دیں اور کوئی ایسا طریق کار مل جائے تاکہ اس کو ریلیف جلدی مل جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ آپ ان کے ساتھ بیٹھ جائیں، آپ کی بات بڑی valid ہے، ان کے ساتھ اس پر discuss کریں اور اس کو جو تیز کرنے کا طریقہ ہے وہ ان کے ساتھ بیٹھ کر بنا لیں۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! جی، ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اب تحریک التوائے کار نمبر 1729/11 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔

شوگر ملز مافیا کے دباؤ سے ایف بی آر کا SRO No. 821 واپس لینے سے چینی کی قیمت میں اضافہ کا خدشہ اور گنے کی قیمت کی ادائیگی میں کسانوں کو پریشانی کا سامنا

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ شوگر ملز مافیا کے شدید دباؤ کے نتیجہ میں فیڈرل بورڈ آف ریونیو نے SRO No. 821 واپس لے لیا ہے۔ گو وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے دفعہ 144 کا استعمال کرتے ہوئے تمام شوگر ملوں سے ان کے ڈیلروں کی مکمل تفصیلات بشمول NTN اور CNIC نمبر مانگ لئے ہیں لیکن شوگر مل مافیا نے ڈیلروں کے بارے میں تمام تفصیلات دینے سے انکار کر دیا ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کا عوام کے مفاد میں یہ بروقت حکم جس پر پوری نیک نیتی کے ساتھ عمل ہونا چاہئے جس کا بظاہر کوئی نشان نظر نہیں آتا۔ محرک یہ سمجھنے سے قاصر ہے کہ شوگر ملوں کو اپنے خریدار ڈیلروں کے بارے میں معلومات دینے میں کیا امر مانع ہے۔ محرک الحمدللہ خوب جانتا ہے کہ یہ ملیں اپنے (Front Men) کے ذریعے جس قیمت پر چاہیں اور جب چاہیں عوام کو چینی مہیا کرتیں ہیں اور اربوں روپیہ Windfall Profit کی شکل میں عرصہ دراز سے کما رہی ہیں اور حکومت شوگر مافیا کے سامنے بے بس ہے۔ حقیقتاً ایک طرف نہ تو کسان کو صحیح بروقت ادائیگی ہوتی ہے اور مختلف حیلے بہانوں اور کاٹ وغیرہ کا چکر ایک علیحدہ ہولناک داستان ہے

لیکن اس وقت شوگر کی فروخت کے بارے میں شوگر مافیا کا حالیہ قدم آنے والے وقت میں چینی کی قیمت میں ناقابل یقین حد تک اضافہ کر دے گا۔FBR کا 821 SRO. No واپس لے کر شوگر ملوں کو بغیر کسی تفصیل سے چینی کی فروخت کی اجازت دینا سادہ الفاظ میں (Legal Black Marketing & Hoarding) کا تاریخی شاہکار ہے۔ شوگر مل مافیا جعلی سیل واؤچروں کے ذریعے اپنے سٹاک سے شوگر کی فروخت فرنٹ مینوں کو دکھا کر گوداموں میں ذخیرہ کرتے ہیں۔ایسے تمام گوداموں کی فوری رجسٹریشن ہونی چاہئے۔ غیر رجسٹرڈ گوداموں میں چینی کے ذخائر کو غیر قانونی ذخیرہ اندوزی قرار دیا جانا چاہئے۔اس اہم معاملے کو معزز ایوان میں زیر بحث لایا جانا انتہائی ضروری ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 1729 میں یہ بات تو درست ہے کہ 821 .SRO No وفاقی حکومت یعنی FBR نے جاری کیا تھا جس کے تحت یہ لازم تھا کہ مل مالکان جو چینی فروخت کریں تو اس متعلقہ ڈیلر کا NTN اور CNIC نمبر کا اندراج کریں لیکن بعد میں مل مالکان نے FBR کو pressurize کیا تو اس کے بعد اس کو واپس لے لیا گیا۔اس کے متبادل کے طور پر دفعہ 144 کا نفاذ کرتے ہوئے ہم نے ایک proforma جاری کیا ہے۔ابھی تک اس پر مل مالکان کا response سو فیصد تو نہیں۔ بہر حال اس پر کسی حد تک عملدرآمد کروانے کی کوشش بھی کی جارہی ہے اور کچھ عملدرآمد ہو بھی رہا ہے۔ باقی جہاں تک گنے کے کاشتکاروں کی ادائیگی کا مسئلہ تھا تو وہ معاملہ پچھلا سیزن 2010 اور موجودہ سیزن جو 11-2010 ہے اس میں 99 فیصد گنے کے کاشتکاروں کو ادائیگی ہو چکی ہے اور یہ چیز on record ہے۔ایک فیصد یا 0.5 فیصد کی وہ ادائیگی جس میں مختلف قسم کے claims ہوتے ہیں تو اس کا کوئی معاملہ ہو سکتا ہے لیکن اس دفعہ ادائیگی کو ensure کیا گیا ہے کہ گنے کے کاشتکاروں کو اس دفعہ اس قسم کی کوئی پریشانی نہ ہو۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں پوری ذمہ داری سے یہ بات عرض کروں گا کہ ملز مالکان نے postdated cheque دیئے ہیں۔آپ خود بھی بنکنگ لاء سمجھتے ہیں کہ کیا postdated cheque ادائیگی ہے؟ یقین کیجئے کہ تین تین مہینے کے postdated cheque دے کر انہوں نے 99 فیصد ادائیگی کی ہے اول تو یہ 99 فیصد ادائیگی نہیں ہو گی۔اگر مجھے گورنمنٹ اس کے آڈٹ کی اجازت دے

دے تو میں ثابت کر دوں گا کہ اگر انہوں نے یہ ادائیگی کی بھی ہے تو postdated chequeکی بنیاد پر کی ہے اور یہ سب سے بڑا ظلم ہے۔2009-10اور 2010-11 کا فنانشل سال جو 30۔جون کو ختم ہو گیا ہے۔ میں ثابت کر سکتا ہوں کہ اس کی ادائیگی بھی postdated cheque سے کی گئی ہے،لوگ دھکے کھاتے ہیں،ایم پی ایز کے ڈیروں پر آتے ہیں اور جب ہم انہیں فون کرتے ہیں تو وہ اتنے افلاطون کے بچے ہیں کہ وہ ان غریب لوگوں کے اربوں روپے سے ملیں چلا رہے ہیں۔ اپنا پیسا نہیں لگاتے اور zero investment پر شوگر ملز چلائی جا رہی ہیں۔ادائیگی وہ ہوتی ہے کہ payment current ہو لیکن یہ ظلم ہو رہا ہے۔اس پر آپ بحث کی اجازت دے دیں اب پھر یہ crushing season شروع ہوا۔اب 2011-12 کا فنانشل سیزن ہے اس میں بھی یقین کریں کہ یہ 2014 تک ادائیگی نہیں کریں گے کیونکہ انہوں نے ایک اور بہانہ بنایا ہے بازار میں ان کی چینی -/52روپے کلو پر ہے تو یہ کہتے ہیں کہ ہم پیسے کہاں سے دیں اس پر غور کر لیجئے اور دوسری بات یہ ہے کہ ایک سنگل فیز بجلی کا میٹر ایک کمرے کے گھر میں بغیر شناختی کارڈ کے نہیں لگ سکتا لیکن کروڑوں اور اربوں روپے کی چینی نتھو ولد پتھو کے نام دکھائی جاتی ہے اس کو کیسے بیچا جاتا ہے؟ یہ کوئی مشکل کام ہے۔یہاں پر معزز ممبران بیٹھے ہیں جن کو پتا ہے کہ یہ مال کیسے بیچا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب!اس پر ان کا جواب آ چکا ہے اور اگر کوئی مزید کچھ کرنا چاہتے ہیں تو ان سے بات کر لیں۔اب میں اس تحریک التوائے کار کو dispose of کر رہا ہوں۔ بہت شکریہ۔ اب تحریک التوائے کار نمبر 1730/11 بھی شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔

موٹر وہیکل ایگزامینر کی بددیانتی اور غفلت کی وجہ سے فیصل آباد سکول کے بچے کلر کہار پکنک سے واپسی پر موت کا شکار

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ فیصل آباد کے ایک سکول کے 30 بچے کلر کہار سے پکنک منا کر واپس آتے ہوئے موت کا شکار ہو گئے اور تقریباً70 بچے زخمی حالت میں مختلف ہسپتالوں میں پڑے ہیں۔ محرک بسوں اور مسافر کوچز کی Motor Vehicle Examiner کے انتہائی مشکوک اور بددیانت کردار کے بارے میں معزز ایوان میں اظہار کر چکا ہے۔ المیہ یہ ہے کہ Motor Vehicle Examiner جو (Secretary Roads

(Transport Authority کے ماتحت ہیں مک مکا اور ایجنٹ مافیا کے ذریعے ایسی بسوں اور مسافر کوچز کو بھی Fitness Certificate جاری کر دیتے ہیں جو لوکل تو کیا محلے میں Shuttle Service میں بھی کام نہ آسکتیں ہیں جن کا استعمال خطرناک ہو سکتا ہے۔ سڑکوں پر آئے دن کے حادثات جن میں قیمتی جانیں ضائع ہو رہی ہیں صرف بریک فیل، ٹائی راڈ نکلنا یا اس قسم کی لغو اور فضول دلائل کے ذریعے اصل مجرم جو محکمہ میں موجود ہیں اور جن کے خلاف قتل کا ایک مقدمہ بھی درج ہو جاتا تو شاید ایسے حالات کبھی پیدا نہ ہوتے، کے خلاف کوئی کارروائی نہ ہو سکی ہے۔ سانحہ کلر کہار کے بارے میں ایک اہم سوال ان نجی سکولوں سے تعلق رکھتا ہے جو اس وقت بہت بڑی منافع بخش انڈسٹری کی شکل میں چلائے جا رہے ہیں۔ دلکش ناموں والے یہ سکول بھاری فیسیں، میلے ٹھیلوں اور مختلف حیلوں بہانوں سے استحصال کی علیحدہ تاریخ رقم کر رہے ہیں ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں۔ محرک نے یہ معاملہ پہلے بھی اس معزز ایوان میں اٹھایا تھا۔ ایک سپیشل کمیٹی بھی بنی تھی اور بس ایک میٹنگ ہوئی۔ موٹروے پولیس جس کی کارکردگی کا بڑا شور غوغا ہوتا ہے کی اصل کارکردگی بھی سامنے آ گئی ہے کہ کس طرح ایک تھرڈ کلاس حالت کی بس کو 110 طلبہ کو لے جانے دیا گیا۔ یہ امر اس ایوان کے ہر معزز ممبر کے لئے باعث حیرت ہو گا کہ۔۔۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! میڈیا والے walkout کر گئے ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں آپ کی اطلاع کے لئے عرض کرتا ہوں کہ ہمارے میڈیا کے دوست walkout کر گئے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: سکریپ میں خرید کی گئیں چیسیز جو چالیس، پچاس اور 1960 کی دہائیوں میں فوج یا اس قسم کے اداروں نے استعمال کئے اور مختلف اوقات میں نیلام کے ذریعے فروخت کئے گئے۔ اب مسافر بسیں اور کوچیں بنا کر ان پر چلائی جا رہی ہیں۔ مسافر بسوں میں complete alteration کی گئی ہے جو اصل میں چلتے پھرتے موت کے کنویں ہیں۔ ایسی تمام چیسیز جو goods carrier میں تو استعمال نہیں ہونی چاہئیں لیکن یہ سب کچھ عرصہ دراز سے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن ڈیپارٹمنٹ کی مجرمانہ غفلت اور بددیانتی کی وجہ سے رواں دواں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! ایک منٹ آپ تشریف رکھیں۔ جناب شوکت بسراء صاحب، اعجاز احمد خان صاحب، خلیل طاہر سندھو صاحب اور محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ باہر جائیں اور میڈیا کے کچھ دوست walkout کر گئے ہیں۔ آپ ان سے پوچھیں کہ کیا وجوہات ہیں؟ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: میں اس کو complete کرلوں یا wait کروں؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ جاری رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: یہ سب کچھ محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی مجرمانہ غفلت اور بد دیانتی کی وجہ سے رواں دواں ہے۔ وقت آگیا ہے کہ اب مزید ایک لمحہ ضائع کئے بغیر فوری طور پر تمام پبلک ٹرانسپورٹ کے معاملے کو زیر بحث لایا جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کی جائے۔ آپ مجھے اس کی اجازت دے دیں تو میں یہ ثابت کروں گا کہ 1960 کی چیسیز کو 2011 میں رجسٹرڈ کیا گیا ہے۔ اس کا ایک طریق کار ہے وہ بھی میں بتادوں گا۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب والا! اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending فرمادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک التوائے کار اگلے ہفتے تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوگیا ہے۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

قرار دادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر مفاد عامہ سے متعلقہ قرار دادیں ہیں۔ اب ہم مفاد عامہ سے متعلق قرار دادوں کو لیتے ہیں پہلی قرار داد محترمہ نسیم ناصر خواجہ کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب والا! یہ قرار داد تو میں نے پیش کی تھی؟

جناب قائم مقام سپیکر: یہ قرار داد آپ مشترکہ طور پر پیش کرلیں۔ آپ میرے نوٹس میں لائی ہیں کہ اسی طرح کی قرار داد آپ نے بھی move کی تھی اور محترمہ نے بھی move کی تھی۔ سیکرٹری صاحب اب اس قرار داد کو مشترکہ طور پر take up کر لیتے ہیں۔ نگہت ناصر شیخ صاحبہ اور محترمہ نسیم ناصر خواجہ صاحب کی طرف سے ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب والا! میں یہاں پر صرف یہ بات کرنا چاہتی ہوں کہ آپ اپنے اسمبلی سیکرٹریٹ کو چیک کریں میرے ساتھ ہی پہلا واقعہ نہیں ہے کہ میری قرار داد جو کہ ایک عرصہ سے آتی رہی ہے لیکن ایجنڈے پر نہیں آ سکی اور میں نے یہ قرارداد ستمبر میں دوبارہ جمع کروائی۔ اب یہ حرف بہ حرف کسی اور ممبر کے نام سے ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میری آپ بات سن لیں۔ میں نے پہلے اس پر آرڈر کر دیئے ہیں کہ سیکرٹری صاحب اس پر انکوائری کروائیں۔ اگر ایک معزز ممبر نے پہلے قرارداد دی ہوئی ہے تو یہ کیسے دوسرے ممبر کے نام سے آ گئی ہے۔ جس نے یہ کارروائی کی ہے اس کا نوٹس لے کر اس کے خلاف کارروائی کی جائے۔ آپ تشریف رکھیں۔ محترمہ نسیم ناصر خواجہ صاحبہ!

حکومت پنجاب سے میٹرک تک کے طلباء وطالبات کے لئے قرآن پاک (ترجمہ وتفسیر) واحادیث مبارکہ کو تعلیمی نصاب کا لازمی حصہ قرار دینے کا مطالبہ

محترمہ نسیم ناصر خواجہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! یہ قرارداد چونکہ میں نے بھی جمع کروائی تھی۔ اگر موصوفہ نے بھی یہ جمع کروائی تھی تو وہ اس کی تصدیق کروا سکتی ہیں۔

> "اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت پنجاب میٹرک تک کے طلباء کے لئے قرآن پاک (ترجمہ وتفسیر) واحادیث مبارکہ کو تعلیمی نصاب کا لازمی حصہ قرار دے تاکہ وہ قرآن وحدیث سے مکمل استفادہ کرتے ہوئے صحیح طور پر اسلامی اصولوں سے روشناس ہو سکیں۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

> "اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت پنجاب میٹرک تک کے طلباء کے لئے قرآن پاک (ترجمہ وتفسیر) واحادیث مبارکہ کو تعلیمی نصاب کا لازمی حصہ قرار دے تاکہ وہ قرآن وحدیث سے مکمل استفادہ کرتے ہوئے صحیح طور پر اسلامی اصولوں سے روشناس ہو سکیں۔"

محترمہ سیمل کامران صاحبہ نے اس قرارداد میں ترمیم کی تحریک پیش کی ہے وہ اپنی تحریک پیش کریں۔

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"اس قرارداد کی پہلی سطر میں وارد ہونے والے لفظ"طلباء"کے بعد الفاظ "وطالبات"ایزاد کر دیئے جائیں۔"

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں یہ مناسب بات ہے۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوتا۔یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

ایجنڈے کی قرارداد نمبر1میں درج ذیل ترمیم کر دی جائے۔

"قرارداد کی پہلی سطر میں وارد ہونے والے لفظ"طلباء"کے بعد الفاظ"وطالبات" ایزاد کر دیئے جائیں۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

ایجنڈے کی قرارداد نمبر1میں درج ذیل ترمیم کر دی جائے۔

"قرارداد کی پہلی سطر میں وارد ہونے والے لفظ"طلباء"کے بعد الفاظ"وطالبات" ایزاد کر دیئے جائیں۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: اب یہ قرارداد پیش کی گئی ہے---

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب والا!میں اسے oppose کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: قراردادوں میں پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوتا۔تشریف رکھیں۔

ترمیم شدہ قرارداد کے بعد اب سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت پنجاب میٹرک تک کے طلباء وطالبات کے لئے قرآن پاک(ترجمہ وتفسیر)واحادیث مبارکہ کو تعلیمی نصاب کا لازمی حصہ قرار دے تاکہ وہ قرآن وحدیث سے مکمل استفادہ کرتے ہوئے صحیح طور پر اسلامی اصولوں سے روشناس ہو سکیں۔"

(ترمیم شدہ قرارداد منظور ہوئی)

میاں محمد رفیق: جناب والا! میں نے oppose کیا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

میاں محمد رفیق: جناب والا! پھر میرے oppose کرنے کا فائدہ کیا ہوا جب مجھے بولنے کا موقع ہی نہیں دیا گیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس میں تو vote ہے آپ نے اس میں مخالفت کر دی۔ آپ کی وجہ سے یہ قرارداد متفقہ طور پر منظور نہیں ہوئی صرف منظور ہوئی ہے۔ اب اس کے بعد دوسری قرارداد ڈاکٹر محمد اشرف چوہان صاحب کی طرف سے ہے۔ تشریف نہیں رکھتے اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔

اس کے بعد تیسری قرارداد محترمہ ثمینہ خاور حیات کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

یوٹیلٹی سٹور آف پاکستان کے گریڈ 14 تا 18 کے ملازمین کو مستقل کرنے کا مطالبہ

محترمہ ثمینہ خاور حیات: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ جس طرح یوٹیلٹی سٹور آف پاکستان کے گریڈ 1 تا 13 کے کنٹریکٹ اور ڈیلی ویجز ملازمین کو مستقل کیا گیا ہے اسی طرح کنٹریکٹ اور ڈیلی ویجیز ملازمین و افسران کی کارکردگی بڑھانے کے لئے یوٹیلٹی سٹور آف پاکستان کے گریڈ 14 تا 18 کے ملازمین کو بھی مستقل کر دیا جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ جس طرح یوٹیلٹی سٹور آف پاکستان کے گریڈ 1 تا 13 کے کنٹریکٹ اور ڈیلی ویجز ملازمین کو مستقل کیا گیا ہے اسی طرح کنٹریکٹ اور ڈیلی ویجیز ملازمین وافسران کی کارکردگی بڑھانے کے لئے یوٹیلٹی سٹور آف پاکستان کے گریڈ 14 تا 18 کے ملازمین کو بھی مستقل کر دیا جائے۔"

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ جس طرح یوٹیلٹی سٹور آف پاکستان کے گریڈ 1 تا 13 کے کنٹریکٹ اور ڈیلی ویجز ملازمین کو مستقل کیا گیا

ہے اسی طرح کنٹریکٹ اور ڈیلی ویجیز ملازمین وافسران کی کارکردگی بڑھانے کے لئے یوٹیلٹی سٹور آف پاکستان کے گریڈ 14 تا 18 کے ملازمین کو بھی مستقل کر دیا جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: چوتھی قرارداد جناب محمد محسن خان لغاری صاحب کی طرف سے ہے وہ اسے پیش کریں۔

میڈیکل کالج ڈیرہ غازی خان میں دوسرے صوبوں کے طلباء وطالبات کے لئے کوٹا مختص کرنے کا مطالبہ

جناب محمد محسن خان لغاری: میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ ڈیرہ غازی خان میڈیکل کالج میں دیگر صوبوں کے طلباء و طالبات کے لئے بھی کوٹا مختص کیا جائے تاکہ صوبوں کے درمیان بھائی چارے اور قومی یکجہتی کو فروغ ملے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ ڈیرہ غازی خان میڈیکل کالج میں دیگر صوبوں کے طلباء و طالبات کے لئے بھی کوٹا مختص کیا جائے تاکہ صوبوں کے درمیان بھائی چارے اور قومی یکجہتی کو فروغ ملے۔"

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ ڈیرہ غازی خان میڈیکل کالج میں دوسرے صوبوں کے طلباء وطالبات کے لئے بھی کوٹا مختص کیا جائے تاکہ صوبوں کے درمیان بھائی چارے اور قومی یکجہتی کو فروغ ملے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: اب پانچویں قرارداد محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کی طرف سے ہے وہ اسے پیش کریں۔

بھیرہ شہر (ضلع سرگودھا) کو تحصیل کا درجہ دینے کا مطالبہ

محترمہ زوبیہ رباب ملک: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ قدیم تاریخی، علمی، ادبی اور ثقافتی اہمیت کے پیش نظر بھیرہ (ضلع سرگودھا) کو تحصیل کا درجہ دیا جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ قدیم تاریخی، علمی، ادبی اور ثقافتی اہمیت کے پیش نظر بھیرہ (ضلع سرگودھا) کو تحصیل کا درجہ دیا جائے۔"

چونکہ اس قرارداد کی کوئی مخالفت نہیں کی گئی اس لئے یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ قدیم تاریخی، علمی، ادبی اور ثقافتی اہمیت کے پیش نظر بھیرہ (ضلع سرگودھا) کو تحصیل کا درجہ دیا جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: اب میں معزز دوستوں کو باری باری floor دیتا ہوں۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ ہم اسمبلی اجلاس میں حصہ لیتے ہیں لیکن اس میں ہمارا جتنا بھی business ہے جس میں تحاریک التوائے کار اور دوسری چیزیں ہیں انہیں نامنظور کر دیا جاتا ہے۔ ہمیں پتا چلنا چاہئے کہ کون سا criteria ہے جس کے تحت یہ منظور اور نا منظور ہوتی ہیں۔ کچھ منظور نذر لوگوں کی تحاریک التوائے کار اور باقی بزنس شامل کیا جاتا ہے۔ کیا حکومت کی طرف سے کوئی direction ہے کہ ان کی تحاریک التوائے کار اور دوسرا بزنس منظور نہ کیا جائے۔ آج دو ماہ بعد اجلاس ہو رہا ہے ہم نے دو ماہ پہلے جو تحاریک التوائے کار اور دوسرا بزنس دیا تھا اس کے بارے میں ہمیں آج تک نہیں پتا کہ وہ منظور ہوا ہے یا نہیں چونکہ اس بارے میں ہمیں کوئی information نہیں دی گئی۔ اس معاملے میں مہربانی کی جائے تاکہ یہاں جتنے لوگ بیٹھے ہیں چاہے وہ اپوزیشن سے ہیں ان سب کو اس میں حصہ لینا چاہئے۔ ہمارے عوامی مسائل ہوتے ہیں، ہمارے حلقوں کے مسائل ہوتے ہیں ہم روزمرہ کے مسائل کو سامنے لاتے ہیں آپ ہماری تمام تحاریک التوائے کار کے موضوع چیک کر

لیں ان میں کوئی ایسا موضوع نہیں ہو گا جس میں عوامی یا ہمارے حلقوں کا مسئلہ نہیں ہو گا۔ میں بڑے افسوس کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ میری ایک بھی تحریک التوائے کار اور دوسرا بزنس شامل نہیں کیا گیا۔ میری دوسری گزارش ہے کہ ایک سال بعد سوالوں کے جواب آتے ہیں ان کے لئے ہم نے تیاری کی ہوتی ہے ڈیپارٹمنٹ بھی آیا ہوتا ہے لیکن جس طرح منڈا صاحب نے کہا کہ بار بار ضمنی سوالات highlight کرنے سے ہمارا ٹائم ضائع ہوتا ہے اس وجہ سے ہمارے اہم matters reject کر دیئے جاتے ہیں۔ میری گزارش ہو گی کہ آنے والے ٹائم میں ہمارے عوامی مسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے ہمارے بزنس کو شامل کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سب کے مسائل کو سامنے رکھ کر ہی فیصلہ کیا جاتا ہے اور جس حساب سے تحاریک التوائے کار آتی ہیں وہ ساری موجود ہیں۔جی، بسراء صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ نے عظمیٰ بخاری صاحبہ، خلیل طاہر سندھو صاحب، اعجاز خان صاحب اور مجھ پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی تھی اور ہم لوگ اپنے بہن بھائی صحافیوں کے پاس گئے ہیں۔ان کی تین reservations ہیں ایک تو انہوں نے کہا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب اور سینیٹر پرویز رشید صاحب کے ساتھ ہمارے dialogue ہوئے تھے اور اس کے بعد لاء منسٹر رانا ثناء اللہ صاحب بھی on board تھے وہ کہتے ہیں کہ commitment کے باوجود ابھی تک 295 صحافیوں کو پلاٹ نہیں ملے۔جب یہ سینیٹر صاحب کے ساتھ وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس گئے تو انہوں نے کہا کہ آپ کے پیسے ڈی سی کو transfer کئے جا چکے ہیں، آپ جا کر اپنے پلاٹ لے لیں لیکن تین سال گزر جانے کے باوجود۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): چار ہفتے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): طاہر صاحب! آپ اپنی بات میں جواب دے دیجئے گا۔ انہوں نے کہا ہے کہ اتنا عرصہ گزر جانے کے باوجود وہ ہمیں ملنے کے لئے بھی تیار نہیں ہیں بلکہ ہمیں embarrass کیا جاتا ہے humiliate کیا جاتا ہے اور ہمارا genuine right ہے کہ صحافی کالونی جو چودھری پرویز الٰہی صاحب کی حکومت میں منظور ہوئی تھی اور باقاعدہ Act کے تابع ان کو الاٹمنٹ ہوئی ہے۔اب ان کا ایک مطالبہ یہ ہے کہ جو پلاٹ ان کے لئے announce کئے جا چکے ہیں لیکن 295 لوگوں کو نہیں مل رہے وہ انہیں فی الفور الاٹ کئے جائیں۔ان کا دوسرا مطالبہ یہ ہے کہ ڈی اور ایف بلاک میں قبضہ گروپوں نے قبضے کئے ہوئے ہیں صحافی مارے مارے پھر رہے ہیں اور جو قبضہ گروپ لاہور

میں ہیں یہ بھی انہی کا حصہ ہیں انہوں نے دو تین نام بھی بتائے ہیں لیکن میں floor پر نہیں بتاؤں گا شاید اس میں ہمارے House کے حکومتی ممبران بھی ہیں اس لئے میں لاء منسٹر صاحب کو علیحدگی میں ان کے نام بتادوں گا۔

جناب اعجاز احمد خان: ایسی کوئی بات ہی نہیں ہوئی۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): مجھے بات کر لینے دیں۔ میں صحافی کا نام بھی بتادیتا ہوں وہ کہہ رہے ہیں ان پر قبضے اور ان کی back up ہے۔ ان کا تیسرا مطالبہ یہ ہے کہ صحافی کالونی میں حکومت نے ڈویلپمنٹ کروا کر دینی تھی جس کے لئے فنڈز منظور اور مختص ہو چکے ہیں لیکن ابھی تک وہ چیز بھی finalize نہیں ہو رہی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): انہوں نے تین مطالبات بتانے کے بعد ایک بات اور کی ہے کہ لاء منسٹر صاحب already on board ہیں اگر یہ commitment کرتے ہیں کہ آپ کے تینوں مطالبات جو کہ genuine ہیں مان لئے جائیں گے تو ہم اسمبلی کی کارروائی کا بائیکاٹ ختم کر دیں گے otherwise ہم لوگ بائیکاٹ پر ہیں اور جب تک ہمارے مطالبات نہیں مانے جاتے۔۔۔

(اذان ظہر)

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! آپ کے حکم کے مطابق صحافیوں کے علامتی واک آؤٹ پر بات ہوئی ہے وہ بڑے constructive تھے انہوں نے کہا کہ جو 295 لوگ رہ گئے ہیں ان کو پلاٹ مل جائیں اور کچھ قبضے کی بات کی ہے لیکن شوکت بسراء صاحب نے اسے مرچ مصالحہ لگا کر اس طرح present کرنے کی کوشش کی ہے۔۔۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): بڑے افسوس کی بات ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جب آپ نے بات کی ہے تو ہم نے کوئی احتجاج نہیں کیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ Chair کو مخاطب کر کے بات کریں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! انہوں نے کسی حکومتی یا اپوزیشن ممبر کا نام نہیں لیا۔ وہ اس بات پر focus تھے کہ نئی الاٹمنٹ ہو جائے اور اس کے ساتھ انہوں نے ایف بلاک کا کہا ہے کہ کچھ پلاٹوں پر قبضہ ہے وہ ختم ہو۔ وہ اس بات کے لئے بھی agree ہیں کہ ہم فوری طور پر واپس آجاتے ہیں اور اگر ہمارا

مسئلہ حل نہیں ہوتا تو ہم اگلے دو دن بعد پھر اس علامتی بائیکاٹ کو دہرا سکتے ہیں لیکن ان کا فرمان یہ تھا کہ لاء منسٹر صاحب اس پر assurance دیں۔وہ تو تیار ہیں لیکن ابھی اپوزیشن کا جو مطالبہ ہے اگر اس پر آپ لاء منسٹر صاحب سے کوئی بات پوچھنا چاہیں تو یہ آپ کی sweet discretion ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): شکریہ۔جناب سپیکر! جہاں تک ہمارے صحافی بھائیوں کا معاملہ ہے میں سمجھتا ہوں اور موجودہ حکومت کی یہ پالیسی ہے کہ صحافیوں کو وہ تمام سہولتیں جو ان کو ان کے پیشہ ورانہ فرائض کی ادائیگی کے لئے ضروری ہیں اور جن سے ان کی نجی زندگی میں آسانی پیدا ہو، وہ worries سے free ہوں اور بہتر انداز میں اپنی ذمہ داریاں نبھا سکیں تو ان کی فراہمی نہ صرف موجودہ حکومت کی ذمہ داری ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اہم فرض ہے۔جن problems کا آج ذکر ہوا ہے ایک سال پہلے بھی ایسا معاملہ point out ہوا تھا اور سرمد بشیر صاحب جو کہ پریس کلب کے صدر ہیں، راجہ ریاض صاحب اور دیگر دوستوں کی موجودگی میں D.C.C اور C.C.P.O لاہور کو بلا کر یہاں اسمبلی کے کمیٹی روم میں بیٹھ کر سارا طریق کار طے ہوا تھا اور اس پر عملدرآمد کرتے ہوئے ان کے کافی سارے معاملات resolve ہو گئے تھے۔اس کے علاوہ سیوریج کے متعلق بھی اُس وقت کے ایم۔ڈی کے ساتھ میں نے خود جا کر ان کی کالونی کو visit کیا تھا۔سرمد بشیر صاحب کل بھی میرے پاس بیٹھے رہے ہیں لیکن انہوں نے میرے ساتھ اس کا ذکر نہیں کیا۔مجھے معلوم نہیں کہ وہاں پر اب کیا رکاوٹ پیش آئی ہے؟ بہر حال میں اپنے صحافی بھائیوں کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر اس کمیٹی جو کہ سینیٹر پرویز رشید صاحب کی زیر صدارت بن چکی ہے کی میٹنگ بلانے کا معاملہ ہے تو میں انشاء اللہ ان کی availability چیک کروا کر یہ میٹنگ جلد ہی کرا دوں گا۔اگر کوئی ایسا معاملہ ہے کہ جس کی بنیاد پر واسا حکام، ڈی سی او لاہور یا سی سی پی او لاہور کو کوئی direction دینے والی بات ہے تو میں انشاء اللہ خود میٹنگ بلا کر ان کے سارے معاملات کو resolve کرانے کے لئے تیار ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شوکت بسراء صاحب! اب تو وزیر قانون نے یقین دہانی کرا دی ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! صحافی حضرات کا یہ کہنا ہے کہ انہیں commitment کے بعد 295 پلاٹ الاٹ نہیں کئے جا رہے۔وہ یہ چاہتے ہیں کہ ہمیں حکومت کی طرف سے اس بات کی assurance دی جائے کہ یہ 295 پلاٹ جن لوگوں کو نہیں ملے وہ انہیں مل

جائیں۔ صحافی حضرات کہتے ہیں کہ بے شک دو دن کا وقت لے لیں لیکن ان کا مطالبہ پورا کیا جائے۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ ان کا مطالبہ جا کر سُن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جب House کی کمیٹی بنائی جاتی ہے تو وہ صورتحال معلوم کر کے House کو آ کر apprise کرتی ہے۔ آپ نے آ کر House کو apprise کر دیا اور وزیر قانون نے اس پر یقین دہانی بھی کرا دی ہے۔ اب وہ خود صحافی حضرات سے بات کر کے ان کے معاملات کو resolve کرائیں گے اور پھر House کو بھی بتادیں گے۔ جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! وزیر تعلیم صاحب تشریف فرما ہیں تو میں ان کی موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک اہم مسئلہ کے حوالے سے بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ایجوکیشن منسٹر صاحب! ذرا دھیان دیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ایک ماہ قبل ہائیکورٹ نے فیصلہ دیا تھا کہ اگر کسی سکول میں دو بچے یعنی دو بہن یا بھائی پڑھتے ہیں تو ان میں سے ایک بچے کی آدھی فیس وصول کی جائے گی۔ محکمہ تعلیم نے اس فیصلے پر عملدرآمد کے لئے notification جاری کرنا تھا جو کہ ایک ماہ گزرنے کے باوجود بھی نہیں ہو سکا۔ پرائیویٹ سکولوں کی ایسوسی ایشن نے بھی ہائیکورٹ کے احکامات پر عملدرآمد کے لئے کوئی کام نہیں کیا۔ یہ بہت ہی اہم معاملہ ہے اور سفید پوش لوگ اتنی بھاری بھرکم فیسوں کا بوجھ برداشت نہیں کر سکتے۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر تعلیم سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ ہائیکورٹ کے فیصلے پر عملدرآمد کرانے کے لئے محکمہ تعلیم کی طرف سے ابھی تک notification کیوں جاری نہیں ہو سکا؟

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ کچھ دن پہلے ہائیکورٹ کا ایسا فیصلہ آیا تھا جس میں یہ کہا گیا ہے کہ پرائیویٹ تعلیمی ادارے جو کہ بہت زیادہ فیسیں وصول کر رہے ہیں ان میں اگر ایک ہی خاندان کے دو بچے یعنی کوئی بہن بھائی پڑھتے ہیں تو دوسرے بچے کی آدھی فیس وصول کی جائے۔ ہائیکورٹ کے اس فیصلے پر ابھی تک عملدرآمد نہیں ہو سکا۔ محکمہ تعلیم اس فیصلے کو examine کر رہا ہے۔ میں نے سیکرٹری تعلیم کو یہ ہدایت کی تھی کہ اگر ہائیکورٹ کا کوئی ایسا فیصلہ آیا ہے تو اس پر عملدرآمد کے لئے ہمیں notification جاری کرنا چاہئے۔ میں چیک کرتا ہوں کہ یہ notification کیوں جاری نہیں ہوا؟ میں کل محترمہ کو updated جواب دے دوں گا کہ اس وقت presently کیا صورتحال ہے اور یہ notification کیوں جاری نہیں ہو سکا؟ میں اس کی وجوہات سے بھی آگاہ کر دوں

گا۔ محکمہ نے صرف فیصلے کی details کو examine کرنا تھا اگر وہ details انہوں نے دیکھ لی ہیں تو اس پر implement کیوں نہیں ہوا؟ میں اس بارے میں کل انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو brief کروں گا۔

محترمہ آمنہ الفت: بہت شکریہ۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ ایک بڑا ہی اہم معاملہ ہے جس پر وزیر تعلیم صاحب نے کارروائی کرنے کی یقین دہانی کرائی ہے۔ مجھے پوری امید ہے کہ کل تک انشاء اللہ تعالیٰ ہائیکورٹ کے احکامات پر عملدرآمد کے لئے notification جاری ہو جائے گا۔ یہ غریب عوام اور ان والدین کا issue ہے جو کہ اپنے بچوں کو پڑھانا چاہتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محترمہ سیمل کامران صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس House میں معزز ممبران بہت ہی اہم معاملات کو point out کرتے ہیں جن کا directly link عام آدمی سے ہوتا ہے۔ اس House میں کچھ عرصہ پہلے پرائیویٹ سکولوں کے حوالے سے ایک issue raise کیا گیا تھا جس سے شاید ہم سب لوگ effect ہوتے ہیں۔ اس حوالے سے آپ نے ایک کمیٹی تشکیل دی تھی جس کی صرف ایک میٹنگ ہوئی ہے اور پچھلے اجلاس میں اس کی extension بھی لی گئی تھی۔ آج تک دوبارہ اس کمیٹی کی میٹنگ call نہیں کی گئی ہے۔ چونکہ اتفاقاً وزیر تعلیم صاحب یہاں House میں موجود ہیں اس لئے میں ان کی موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ کی وساطت سے ان کی توجہ اس issue کی جانب دلانا چاہوں گی۔ جب بھی ہم نے اس کمیٹی کی میٹنگ کے بارے میں پوچھا ہے تو یہی کہا گیا کہ ہم نے منسٹر صاحب کو کہا ہوا ہے جب وہ کہیں گے تو اس وقت کمیٹی کی میٹنگ call کر لی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! اتفاقاً کا کیا مطلب ہے؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! منسٹر صاحب چیونگم کھاتے کھاتے ادھر آ گئے ہیں تو یہ اتفاقاً ہی ہوا۔ کیا کمیٹیاں صرف خانہ پُری کے لئے بنائی جاتی ہیں؟ اسی طرح پنجاب ہاؤس کی بھی ایک کمیٹی بنائی گئی تھی جس کا انچارج ڈاکٹر طاہر علی جاوید صاحب کو بنایا گیا تھا۔ اس کمیٹی کی میٹنگ میں انہوں نے orders کئے کہ پچھلے دو سالوں کا ریکارڈ لے کر آئیں لیکن اس کے بعد دوبارہ میٹنگ call ہوئی اور نہ ہی اس کی کوئی extension لی گئی ہے۔ میں یہ کہوں گی کہ اگر کمیٹیوں نے یہی performance دینی ہے تو پھر ان کو بنانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ پہلے ایجوکیشن منسٹر صاحب سے متعلقہ جو بات آپ نے پوچھی ہے اس بابت دریافت کر لیتے ہیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! محترمہ کے مطابق آج میں یہاں اتفاقاً موجود ہوں تو میں ان کو بتا تا چلوں کہ اس حوالے سے وزیر اعلیٰ صاحب کے احکامات کی روشنی میں ہم نے ایک محکمانہ کمیٹی constitute کی تھی۔ اصل میں ہم ایک District Education Authority بنانا چاہتے ہیں۔ اس حوالے سے قانون سازی تقریباً ہم نے مکمل کر لی ہے اور اگر کابینہ سے اس کی منظوری ہو جاتی ہے تو ہو سکتا ہے کہ ہم اسی اجلاس کے دوران ہی اسے اسمبلی میں منظوری کے لئے پیش کر دیں۔ چونکہ آج کل تمام ممبران اجلاس کی وجہ سے available ہیں اس لئے ہم کسی دن بھی اس کی میٹنگ دوبارہ سے رکھ لیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اسی سے related ایک معاملہ ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں عرض کر دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ جو کچھ ابھی ہمارے وزیر تعلیم صاحب فرما رہے تھے اور انہوں نے جس کمیٹی کو refer کیا ہے وہ راجہ انور صاحب والی کمیٹی ہے۔۔۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! چونکہ صحافی بھائیوں کے مطالبات نہیں مانے گئے اس لئے ہم اپنے صحافی بھائیوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کے لئے House سے walkout کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کے معزز ممبران House سے walkout کر گئے)

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! House میں کورم نہیں ہے۔ میں کورم کی نشاندہی کرتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ احتجاج کر لیں یا پھر کورم کی نشاندہی کریں۔ ایک وقت میں ایک ہی کام کریں۔

کورم کی نشاندہی

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں کورم کی نشاندہی کرتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چونکہ کورم point out ہو گیا ہے اس لئے گنتی کی جائے۔(گنتی کی گئی)

(اس مرحلہ پر معزز خاتون ممبر محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری بھی House سے باہر تشریف لے گئیں)

کورم نہیں ہے اس لئے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب قائم مقام سپیکر: گنتی کی جائے۔(گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے۔آج ایک عجیب سا معاملہ ہوا ہے کہ House کا business ختم ہونے کے بعد کورم کی نشاندہی کی گئی ہے حالانکہ کورم کی نشاندہی عموماً House کے business کے دوران ہی کی جاتی ہے۔بہر حال چونکہ آج کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے اس لئے اب اجلاس کل مورخہ 14۔دسمبر 2011، صبح دس بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔